آخری

# ہادیِ کائنات عجل اللہ فرجہ

ارشاد العصر جعفری

آخری ہادیِ کائنات عجل اللہ فرجہ
ارشاد العصر جعفری

قلم اردو پبلشنگ کمپنی آف پاکستان

# بسمہ اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کا بقیہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم مومنین ہو...سورہ ھود، آیت ۸۶

# آخری ہادی کائنات عجل اللہ فرجہ

ارشاد العصر جعفری

**قلم اردو پبلشنگ کمپنی آف پاکستان**



نام کتاب.....آخری ہادی کائنات عجل اللہ فرجہ

مصنف.....ارشاد العصر جعفری (03006863623)

ناشر....اختر رضا مرزا چیرمین مبشرہ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) اسلام آباد

مشاورت.....سید نذر حسین کاظمی مقتدرہ قومی زبان

عرفان رضا

کمپوزنگ.....خالد نور، ملتان

سرورق.....حسن علی کاظمی

ہدیہ....ایک سورۃ فاتحہ برائے ایصال ثواب کل مرحوم مومنین ومومنات

پبلشنگ ادارہ...... قلم اردو پبلشنگ کمپنی آف پاکستان

(03326007214)

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

ونرید ان نمن علی الذین استضعِفوفی

الارضِ ونجعلھم ائِمۃ و نجعلھم الوارِثین ☆

(القصص ۵) .

”اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے۔ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیں۔“



# انتساب

میں اپنی یہ کتاب

سیدہ طاہرہ حضرت نرجس خاتون صلواۃ اللہ علیہا

کے نام کرتا ہوں کہ جنہیں اللہ نے کائنات کے آخری ہادی ،حکومت الٰہیہ کے بادشاہ ،صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی مادرِ گرامی ہونے کا اعزاز عطا کیا۔

# فہرست

# خطبہ ءحضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے شب عاشورا اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا۔

''آپ سب کو جنت کی بشارت ہو۔ یہ بات جان لو خدا کی قسم! ہمارے خلاف جو کچھ ہونا ہے جب یہ سب ہو جائے گا تو جس قدر اللہ چاہے گا اور جو اس کی مشیت میں ہوگا۔ہم (مخصوص مقام) میں ٹھہریں گے ۔پھر اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو وہاں سے باہر نکال لائے گا۔ایسی حالت میں ہمارے قائمؑ کاظہور پر نور ہو جائے گا۔پس ہمارے قائمؑ سارے ظالموں سے انتقام لیں گے۔اس وقت میں خود اور آپ سب ان ظالموں کو ہتھکڑیوں ، بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے اور ہم انہیں مختلف عذابوں میں مبتلا ،مشاہدہ کریں گے۔ان کو طرح طرح کا عذاب دیا جارہا ہوگا اور ہم سب وہ منظر دیکھ رہے ہوں گے۔

سوال ہوا۔''یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کے قائم کون ہیں۔؟''

امام علیہ السلام نے فرمایا۔''وہ میرے بیٹے محمد بن علی الباقرؑ کے ساتویں فرزند ہمارے قائم ہیں۔اور وہ حجت ہیں جو حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ہیں اور محمد میرے بیٹے علی کے فرزند ہیں اور وہ ہمارے قائم ایک لمبی مدت کے لئے غائب ہوں گے پھر ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح زمین ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

# پیش لفظ

رب کائنات کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔وہ اپنے گنا ہگار بندوں سے کیسے کیسے کام لے لیتا ہے۔اللہ کی محبوب ہستیوں پر لکھنا ایک اعزاز کی بات ہے۔اور میں اس پر بجا طور پر فخر کرسکتا ہوں کہ اللہ نے مجھے یہ اعزاز بخشا ہے۔اس سے قبل سیرت کی کتابیں ''سوجھلا'' ''وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم''اور'' سائبان رسالت'' لکھ چکا ہوں اور آپ ان کتابوں پر پذیرائی بخش چکے ہیں۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ سیرت کی کتاب ''سوجھلا'' پر صوبائی اور قومی (صدارتی) ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

قارئین! کائنات میں جس ہستی پر سب سے زیادہ لکھا گیا ہے وہ ہستی حبیب کبریا سردار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔ہر روز ان پر لکھا جاتا ہے۔سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس ہستی پر سب سے زیادہ لکھا گیا ہے وہ ہستی اللہ کی کائنات کے آخری بادشاہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی ہے۔جن کا ذکر اللہ نے اپنی تمام الہامی کتابوں میں کیا ہے۔اور تمام انبیاء نے ان کے آنے کی پیش گوئی کی ہے۔آپ عجل اللہ فرجہ کی ذات وہ مبارک ذات ہے کہ جن کا انتظار افضل ترین عبادت ہے۔اللہ نے اپنے انہی نائب کے ذریعے مظلوموں کو انصاف مہیا کرنا ہے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھرنا ہے۔

حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ پر بہت سی کتابیں موجود ہیں۔سید جعفر الزماں کی کتاب موعود الرسل اس موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے۔اگر دستیاب ہو تو ضرور



پڑھیئے گا۔

محترم جناب اختر رضا مرزا، محترم جناب نذر حسین کاظمی اور محترم جناب محمد عرفان رضا صاحب کی محبتوں کا مقروض ہوں کہ یہ میرا حوصلہ بڑھاتے رہتے ہیں۔ اور میں لکھتا رہتا ہوں۔انشاءاللہ لکھنے کا یہ کام جاری رہے گا۔آپ سے گزارش ہے کہ آپ ہمارے لیے دعا کرتے رہا کریں۔اور کتاب پڑھنے کے بعد رائے بھی دے دیا کریں۔

بشرط زندگی پھر آپ سے ملاقات ہوگی

والسلام

خاکروب در اہل بیت علیہ السلام

ارشاد العصر جعفری

# عرضِ ناشر

محترم قارئین !السلام علیکم۔

پاک ہستیوں پر ایک اور کتاب پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔اور یہ یقیناً میرے لیے بہت بڑی سعادت ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہا السلام وہ ہستیاں ہیں کہ جن کی محبت میں پروردگار نے اس کائنات کو تخلیق کیا۔ان کا نام لینا عبادت،ان کا نام لکھنا عبادت،ان کا ذکر کرنا عبادت۔یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن پر خود پروردگار درود وسلام بھیجتا ہے۔اس کے فرشتے بھی ان ہستیوں پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور انسانوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہا السلام پر درود بھیجیں۔

مسلمانوں کے تمام طبقے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے منتظر ہیں۔صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی آپ کے ظہور کے منتظر ہیں کیونکہ ان کی الہامی کتابوں میں بھی آخری الہامی ہادی کا ذکر موجود ہے۔اور اسی چیز کو پیش کیا ہے ارشاد العصر جعفری نے اپنی اس کتاب میں۔ارشاد العصر جعفری ایک خوش قسمت انسان ہیں جنہیں اللہ نے لکھنے کا فن عطا کیا ہے اور یہ اللہ کی محبوب ہستیوں پر لکھ رہے ہیں۔

ہماری کتب کی اشاعت میں بہت سے احباب ہمارے ساتھ تعاون فرماتے ہیں۔اس کتاب کی اشاعت میں بھی ہمارے ساتھ بہت سے مخلص احباب کا تعاون ہمیں حاصل ہے لیکن انھوں نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے۔اس لیے ہم ان



کا نام نہیں لے رہے۔البتہ ہم ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ انھیں جزائے خیر دے۔

ہماری دیگر کتب کی طرح اس کتاب کا ہدیہ بھی سورۃ فاتحہ ہے۔آپ ایک بار سورہ پڑھ کر تمام مرحوم مومنین ومومنات کی ارواح کو بخش دیں۔

آخر میں آپ سے یہی گزارش ہے کہ کتاب پڑھ کر اپنی آراء سے ضرور نوازیئے گا۔تاکہ آپ کی آراء کی روشنی میں ہم کتاب کو زیادہ خوبصورت انداز میں پیش کرسکیں۔

ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا

اختر رضا مرزا

چیرمین مبشرہ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) اسلام آباد

# مذاہب اور رہنما

اس وقت دنیا میں اربوں انسان موجود ہیں۔اور تقریباً سینکڑوں مذاہب موجود ہوں گے۔ان میں سے اکثر مذاہب الہامی ہیں۔یعنی رب کائنات نے مختلف ادوار میں انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے مخصوص نمائندوں کو بھیجا جو شریعت لے کر آئے ۔ان انبیاء علیہا السلام نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام دیا۔

بہت سے انبیاء علیہا السلام کی امتیں تو وقت کی گرد میں گم ہو گئیں ۔لیکن کچھ انبیاء علیہا السلام کی امتیں اب بھی دنیا میں موجود ہیں ۔اور قیامت تک موجود رہیں گی۔

اکثر مذاہب الہامی ہیں ۔لیکن ان مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے سے شدید اختلاف رکھتے ہیں ۔اور ان مذہبی اختلافات کی سب سے بڑی وجہ ایک یہ ہے کہ انسان اپنے مذہب کو تو الہامی سمجھتا ہے اور اسے مقدس بنا کر پیش کرتا ہے لیکن باقی مذاہب کو وہ درجہ نہیں دیتا جو اسے دینا چاہئے ۔دوسرے مذاہب کو ناقص اور غیر کامل سمجھتے ہیں۔حالانکہ ہر نبی نے آنے والے نبی کے بارے میں پیش گوئی کی تھی ۔لیکن اس کے باوجود ہر آنے والے نبی کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔کیونکہ انسان نئے نبی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انسان ہر آنے والے نبی ، ہادی یا رہنما کو خوش آمدید کہتا لیکن انسانوں نے ہر نبی کی مخالفت کی۔ حضرت موسیٰؑ سے قبل مصریوں کا خیال تھا کہ اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔اپنے اسی یقین کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ کو ان کا صحیح مقام نہ مل سکا۔حالانکہ انہوں نے بے شمار معجزے اور کارنامے پیش کئے۔جب وہ چلے گئے تو ان کے بعد آنے والے انبیاء کو



بھی اسی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔حضرت عیسیٰؑ کو بھی اسی قسم کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔بنی اسرائیل نئے نبی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔لہذا انہوں نے ایک نبی اللہ کو صلیب پر چڑھا دیا۔حضرت عیسیٰؑ کو ایک بدنام زمانہ ڈاکو باراباس کی جگہ صلیب پر لے جایا گیا۔

اسی طرح یہودی اور عیسائی جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ، اللہ کے آخری رسول ہیں لیکن انہوں نے آج تک اسلام کے پاک رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قبول نہیں کیا۔جب نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تھا تو انہیں بھی اسی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن سے سابقہ انبیاء علیہا السلام گزر چکے تھے۔

اللہ تعالی نے انسان کو تخلیق فرمایا اور اس کی ہدایت اپنے ذمے لی۔جب بھی کبھی انسان اس کے راستے سے ہٹا تو اس نے انسان کی رہنمائی کے لئے کسی نہ کسی رہنما یعنی نبی کو بھیجا۔اور یہ حقیقت قرآن مجید کی بہت سی آیات سے ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

**ولقد بعثنا فی کل امة رسولا .........**

(سورہ النحل، آیت ۳۶)

''اور یقیناً ہم نے ہر امت کے لئے ایک رسول بھیجا۔''

یقیناً ہر امت کے لئے ایک رسول ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ بات لازمی قرار دی ہے کہ ہر نبی ،لوگوں کی اسی زبان میں بات کرے جن پر وہ مبعوث کیا جاتا ہے۔وہ جو کتاب لاتا ہے وہ بھی اسی زبان میں ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

و ما ارسلنا من رسولِ الابلسانِ قومه لیبین لهم (ط) ....

(سورہ ابراہیم، آیت ۴)

"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی اپنی قوم کی زبان میں ہی۔تا کہ ان کے لئے (احکام) کھول کھول کر بیان کرے۔"

ان آیات کو دیکھتے ہوئے ایک بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ماضی میں کوئی بھی قوم نبی کے بغیر نہیں رہی۔ بلکہ ہر دور اور قوم کے لئے ان کا اپنا نبی تھا۔لہذا اب یہ انسانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام الہامی و مذہبی رہنماؤں کو برحق تسلیم کریں۔ان کی تعلیمات پر غور و خوض کریں۔اور ان کے ادیان میں آنے والے ایک ہادی (رہنما، مصلح اعظم) کا جو تصور ہے اسے اجاگر کرتے ہوئے اتحاد بین المذاہب کی کوشش کریں۔اور خود کو تشریف لانے والی اس پاک ہستی کی نصرت و اعانت کے لئے ذہنی طور پر تیار کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆

## انسان کا زمین پر آنا

انسان اس زمین پر کیسے آیا۔اس سوال کے بہت سے جوابات ہیں۔ بہت سی روایات ہمیں ملتی ہیں۔انسان نے اس کے بہت سے نظریات پیش کئے ہیں۔ہم ان میں سے دو نظریات کا ذکر کر رہے ہیں۔۔

ایک نظریہ تو یہ ہے کہ عظیم طوفانِ نوح کے وقت تمام انسانیت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی تھی۔سارے انسان جو آج زمین پر موجود ہیں وہ حضرت نوحؑ کے تین بیٹوں



سام، حام اور یافت کی اولاد ہیں۔جناب سام تمام سفید رنگ کی نسلوں کے باپ ہیں، حام تمام کالے رنگ کی نسلوں کے باپ ہیں اور یافت زرد فام یعنی چینی، کوریائی اور جاپانی قوموں کے باپ ہیں۔

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ طوفان نوح کے وقت صرف اہلِ عراق ہی ڈوبے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف وہ قوم ہی ختم ہوئی تھی جس پر حضرت نوحؑ مبعوث ہوئے تھے اور یہ فرض کرنا درست نہیں کہ تمام انسانیت ختم ہو گئی تھی۔

انجیل میں اس واقعہ کا جو وقت بتایا گیا ہے وہ تقریباً 2144 قبل مسیح ہے۔اس دور کے باقی ماندہ آثار اس حقیقت کی نفی کرتے ہیں کہ اس طوفان نے تمام روئے زمین کو ڈبو دیا تھا۔

جدید تحقیق کے مطابق طوفان نوح کا وقت 50000 قبل مسیح تھا اور یہ صرف عراق تک محدود تھا۔یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ سیلاب کی سطح 25 فٹ تھی اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اس سے بہت پہلے انسان یورپ سے سویڈن تک اور عراق سے چین تک پھیل چکا تھا۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مروجہ شجرہ ہائے انساب قابلِ اعتماد نہیں۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ

"ہمارا شجرہ نسب صرف جناب حضرت عدنانؑ تک لکھنا چاہئے ان سے اوپر مت جاؤ کیونکہ یہ صحیح نہیں ہے۔"

ماہرینِ شجرہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شجرہ نسب حضرت آدمؑ تک لے جاتے ہیں۔جیسا کہ امام سخاوی، ابنِ جریر اور ابن اسحاق...اور تمام شیعہ سنی کتب اس سلسلے

میں ان کی پیروی کررہی ہیں ۔جدید تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث بالکل درست ہے۔شجرہ ہائے انساب جو پرانے عہدنامہ میں دیئے گئے ہیں،غلط ہیں۔اس بات کے بہت سے معقول ثبوت موجود ہیں۔ان مذکورہ کتب میں موجود شجرہ ہائے انساب فرداً فرداً سب کے دور وغیرہ ظاہر کرتے ہیں۔ان کی روشنی میں تخلیق آدم یا حضرت آدمؑ کا اس زمین پر آنا 3800 قبل مسیح کا واقعہ ہے۔ حضرت نوح کی پیدائش 2744 قبل مسیح ،حضرت حوّؑ کی پیدائش 2077 ق م ،حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش 1852 ق م حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش 1767 ق م حضرت اسحاقؑ کی پیدائش 1752 ،حضرت یعقوبؑ کی پیدائش 1692 ق م کی ہے۔

مختلف روایات کی روشنی میں حضرت ابراہیمؑ سے حضرت داؤدؑ تک چودہ جانشین درمیان میں آتے ہیں۔حضرت داؤدؑ کی پیدائش کا سال جو کتب میں دیا گیا ہے وہ 1050 ق م ہے اور حضرت عزیرؑ کی پیدائش کا سال 580 ق م ہے۔

جب ہم ان تاریخون کو جدید تحقیق کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ان میں ہمیں مطابقت نظر نہیں آتی۔پاک و ہند کی جو تہذیب دریافت ہوئی ہے وہ اس سے بھی قبل کی ہے۔وہ تاریخ 7000 ق م کی ہے۔موہنجو داڑو سے ملنے والی کچھ مہریں 2500 ق م سے متعلق ہیں اور دیگر بہت سی 4000 قبل مسیح سے متعلق ہیں۔جدید تحقیق سے وادی سندھ کی تہذیب کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے وہ 4800 ق م مقرر کیا گیا ہے۔ جبکہ شجرہ انساب حضرت آدمؑ کی زمین پر آمد 3800 ظاہر کرتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ حضرت آدمؑ سے بھی ایک ہزار پہلے سندھ میں تہذیب یافتہ اقوام کے بڑے



بڑے شہر موجود تھے۔اوڈ قبائل کے متعلق جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ یہ قبیلہ برصغیر پاک و ہند میں 4500 قبل مسیح خلیج فارس کے مغربی کنارے سے ہوتا ہوا داخل ہوا اور راجپوتانہ تک پھیل گیا۔

اب ہم جس ناقابلِ تردید نتیجے تک پہنچتے ہیں وہ یہ ہے کہ اوڈ قبیلے کے برصغیر پاک و ہند میں داخل ہونے کے 700 سال بعد حضرت آدمؑ اس زمین پر تشریف لائے۔جبکہ یہ بات حقیقت کے خلاف اور نا قابل فہم اور نا قابل تسلیم ہے۔کیونکہ حضرت آدمؑ سب انسانوں کے باپ ہیں۔اور ان سے پہلے تو انسان کا تصور ہی نہیں تھا۔ان سے قبل کے کسی انسان کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہدایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شجرہ کو حضرت عدنانؑ سے آگے نہیں لے جانا چاہیئے۔حضرت عدنانؑ تک کا شجرہ مبارک اس طرح ہے۔

(۱)حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم (۲)حضرت عبداللہؑ (۳)حضرت عبدالمطلبؑ (۴)حضرت ہاشمؑ (۵)حضرت عبدالمنافؑ (۶)حضرت قصیٰؑ (۷)حضرت کلابؑ (۸)حضرت مرہؑ (۹)حضرت لادیؑ (۱۰)حضرت غالبؑ (۱۱)حضرت فہرؑ (۱۲)حضرت مالکؑ (۱۳)حضرت نضرؑ (۱۴)حضرت کنانہؑ (۱۵)حضرت خزیمہؑ (۱۶)حضرت مدرکہؑ (۱۷)حضرت الیاسؑ (۱۸)حضرت معاذؑ (۱۹)حضرت نذارؑ (۲۰)حضرت معاذؑ (۲۱)حضرت عدنانؑ

انسان کی زمین پر آمد کے مختلف نظریات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد ہم واپس آتے ہیں اپنے موضوع کی طرف۔کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف قوموں سے وعدہ کیا ہے کہ

اس کی ہدایت جاری رہے گی ۔خالقِ کائنات کا قرآن مجید میں فرمان ہے کہ کوئی قوم
ہدایتِ الٰہی کے بغیر نہیں رہی ۔لوگوں کی کوئی جماعت یا گروہ ایسا نہیں جس کے پاس
نبی نہ بھیجا گیا ہو۔

قرآن مجید کی مہیا کردہ مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تمام
الہامی ادیان جو اپنی کتب کے ساتھ آج موجود ہیں وہ کسی انسانی ذہن کی تخلیق نہیں
ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے مقدس رہنماؤں ’’انبیاء‘‘ کے لائے ہوئے
ہیں ۔اور زندہ مذاہب کی روحانی کتب جیسے کہ عہد نامہ قدیم و جدید اور دیگر صحائف
اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ الہامی کتب ہیں۔

آپ سب اس بات سے تو واقف ہی ہوں گے کہ انسان بنیادی طور پر برا
ہے ۔اس لئے وہ برائی یا شر کی طرف زیادہ مائل رہتا ہے یا یوں کہیں کہ وہ برائی یا شر کو
جلدی قبول کرتا ہے ۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انسان خود کو تبدیل کرتا لیکن اس نے
بجائے خود کو تبدیل کرنے کے ہمیشہ الہامی ہدایت میں ردوبدل کیا ۔ بلکہ یہاں تک
ردوبدل کر دیا کہ انہیں مسخ کر دیا ۔یہ ایک حقیقت ہے کہ الہامی کتب میں موجود نا قابلِ
اعتبار و اعتماد مواد ، درحقیقت اصل مواد میں انسانی ردوبدل ہے۔

کچھ صحائف الہامی کو صرف الفاظ و تراکیب کی حد تک مسخ کیا گیا ہے اور دیگر کو
تشریحات و تفسیر کے لحاظ سے کیا گیا ہے ۔جو کہ حقیقی پیغام کے مدعا و منشا و روح سے
بہت دور ہے۔

ان ساری الہامی کتابوں میں ایک بات مشترک ہے اور اس میں کوئی اختلاف
نہیں ۔وہ اللہ کی وحدانیت ہے ۔ان میں جو اختلافی حصے ہیں وہ اضافہ اور تحریف کے



سوا کچھ نہیں ۔اللہ کے اوامر اور نواہی کی واجبی اور لازمی حیثیت ہر کتاب سے ثابت
ہے ۔یہ بھی واجب اور لازم ہے کہ الہامی ہدایت پر یقین رکھا جائے ۔ان کتابوں میں
اخلاق کے بارے میں جو اصول دیئے گئے ہیں وہ ایک جیسے ہیں ۔ ہر الہامی کتاب
ایک آنے والے رہنما کے بارے میں پیشین گوئی کرتی ہے ۔آخری اور سب سے اہم
بات یہ ہے کہ ہر کتاب آخری دور میں ایک عظیم ترین الہامی رہنما کی آمد پر زور دیتی
ہے ۔کہ جب ظلم و ناانصافی اپنے انتہائی عروج پر ہوگی ۔اور وہ عظیم رہنما ساری دنیا کو
مثالی عدل کی طرف لے جائیں گے ۔اس عظیم رہنما کے کئی نام ہیں ۔ جہاں کہیں بھی
ان کتب میں اس ٹھوس حقیقت کو گمراہ کن یا غلط تشریحات و تفسیرات کی مدد سے
چھپانے اور مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی تو ان کا مواد تحریف کا شکار ہوا ہے۔

ان تمام الہامی کتابوں میں روحانی علاج حاصل کرنے کے بیان کردہ اصول
بھی یکساں اور مشترک ہیں ۔اتنے زیادہ مشترکہ عناصر ہونے کے باوجود اختلاف کے
وجود کا جواز نظر نہیں آتا ۔کسی بھی الہامی کتاب میں ( ردوبدل کے باوجود ) جھوٹ ،قتل
،جھگڑا ،چوری دھوکا دہی ، ڈکیتی ،ظلم کو نہ تو درست قرار دیا گیا ہے اور نہ اس کی تعریف کی
گئی ہے ۔تمام الہامی کتابیں ارتکاز ،توجہ ،اللہ کی توحید اور اچھے برے اعمال کی سزا و
جزا ،حیات بعد الموت ،روزِ قیامت.....ان سب کی اہمیت بغیر کسی معمولی سی تبدیلی
کے بالکل ایک جیسی ہے تمام اصول جو اسلام نے بیان کئے ہیں ۔وہ سب دیگر الہامی
کتب میں بالکل یکسانیت کے ساتھ موجود ہیں ۔رسالت کے متعلق اختلاف واضح
تحریف ہے ۔کیونکہ پرانے اور نئے عہد نامہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کی
صاف طور پر پیشین گوئی کی گئی ہے ۔یہ پیشین گوئیاں بڑی حد تک ہندو مذہب کی کتب

کے ساتھ ساتھ مہاتما بدھ، سوامی مہابیر اور جین مت کی کتب میں بھی موجود ہیں۔ لیکن ان کو لاحاصل تعبیروں کے ذریعہ چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔(ایک پیشین گوئی کا اعتراف پچھلے دنوں ایک ہندو عالم کر چکا ہے۔اور اس کا اعتراف تمام میڈیا پر آ چکا ہے)

سب سے اہم مشابہت یہ ہے کہ اسلام کی طرح باقی تمام الہامی مذاہب کی کتب میں آخری دور میں ایک خدائی مقدس رہنما کی آمد کا تذکرہ موجود ہے۔ دیگر تمام زندہ مذاہب میں بھی یہی تصور موجود ہے، یہ ایک مشترکہ عنصر ہے جو ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ان تمام مذاہب کے پیچھے ایک ہی ہستی کی سوچ کار فرما ہے، یعنی کہ حق تعالیٰ......

چونکہ تمام مذاہب کی بنیاد ایک ہی ہے اس لئے ان میں کوئی اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔وہ لوگ جو اقوام عالم کے درمیان نفرت اور تعصب کو پیدا کرتے ہیں ان سے ایک گزارش ہے کہ تمام مذاہب عالم نے آخری دور میں ایک عظیم رہنما اور نورِ اول کے نمائندہ و مظہر کامل کے ظہور کے بارے میں یک زبان و یک دل ہو کر پیشین گوئی کی ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اپنے ماضی کے اختلاف کو بھلا کر اس آخری الہامی و مقدس رہنما کا انتظار کریں۔جو سارے مذاہب کو متحد کر کے ساری دنیا کو ایک خاندان بنا دے گا۔قرآن پاک نے ماضی کے بارے میں ایک سنہرا اصول دیا ہے کہ ماضی کے بارے میں پریشان نہ ہوا جائے۔

''یہ ایک امت تھی جو یقیناً گزر گئی جو کچھ اس نے کمایا اسی کے لئے ہے اور جو کچھ تم نے کمایا تمہارے لئے ہے۔اور تم سے باز پرس نہ ہوگی اس چیز کی جو کچھ وہ کیا



کرتے تھے....'' (سورہ البقرۃ۔آیت ۱۳۴)

لہٰذا دنیا کے تمام مذہبی لوگوں سے گزارش ہے کہ ہمیں بجائے آسمانی صحائف پر تنقید کرنے کے اس دور میں اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا چاہئے ہمیں برائیوں اور گناہوں سے بچ کر خلوصِ عبادت کے ذریعے ''نورِ اول'' کے ساتھ ایک قریبی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ وہ مبارک دور جلد آئے جب ہم ''نورِ اول'' کا کامل دیدار کرنے کے قابل ہوں گے اور اس کے ''مظہر و نمائندہ کامل'' کو عدل کی کرسی پر بیٹھا دیکھیں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو بدکار لوگوں کے درمیان بھی اسی طرح نافذ العمل کریں جیسا کہ وہ آسمانوں میں جاری و ساری ہے۔اللہ'' یہ امن، اطمینان اور سکون والا سنہری دور جلد لائے (آمین)

## آخری ہادی تمام انسانیت کے رہنما ہیں

رب کائنات نے اس کائنات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہ السلام بھیجے۔جنہوں نے انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ یہ انبیاء مختلف دور میں اور مختلف اقوام میں مبعوث کئے گئے۔ ہر نبی نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشین گوئی کے ساتھ ساتھ اپنے بعد آنے والے نبی کے بارے میں پیشین گوئی کی۔

ان کی پیشین گوئیاں اپنے اندر ویسی ہی نشانیاں رکھتی ہیں جیسی کہ جناب حضرت یرمیاہؑ اور جناب حضرت یسعیاہؑ نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کی تھیں۔سردار انبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی بھی بعد میں آنے والے نبی کے بارے میں نہیں بتایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اعلان فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔اسی

لئے مسلمان ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔اس اعلان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے الہامی رہنمائی اور ہدایت کے ختم ہونے کا اعلان نہیں فرمایا۔بلکہ آپ نے ایک عظیم الہامی رہنما کی آمد کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی جو آخری دور میں آئے گا۔ یہ حقیقت قرآن مجید سے ثابت ہے۔اور مستند احادیث کی ایک بڑی تعداد اس پر شاہد ہے۔مزید آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ رہنما زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسا کہ وہ پہلے ناانصافی اور ظلم سے بھری ہوگی۔زمین وآسمان کے تمام باسی ان کی آمد سے خوش اور محفوظ ہوں گے۔اور انسانی عقل وشعور مثالی حد تک کامل ہو جائے گا۔

جس طرح قرآن مجید اور احادیث میں آخری رہنما کے متعلق بتایا گیا ہے اسی طرح دوسرے تمام الہامی مذاہب میں عظیم ترین آسمانی رہنما کی آمد کا وعدہ کیا گیا ہے۔اس رہنما کی صفات وخصوصیات کے ساتھ ساتھ اس کی آمد سے پہلے کی نشانیاں اور علامات بھی بتائی گئی ہیں۔اصلاحات جو ان کے ذریعے متعارف کرائی جائیں گی ان کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے۔اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کا انتظار کریں۔ان کے لئے دعا کریں اور اگر ان کا زمانہ پالیں تو ان کی نصرت کریں۔

آخری دور میں آنے والی ہستی ،جنہیں آخری الہامی رہنما کہا گیا ہے۔ان کا ذکر تمام الہامی کتب میں ملتا ہے اس لئے وہ صرف مسلمانوں کے ہی رہنما نہیں ہے بلکہ وہ بلا مذہب وقوم ،سب کے رہنما ورہبر ہیں۔تو دنیا کی تمام اقوام کو متحد ہو کر دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ظہور جلد فرمائے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہر دور میں ہر نبی آنے والے انبیا میں سے ایک بڑے نبی



کے بارے میں پیشین گوئی کرتا تھا۔اور خصوصاً اس ''ایک' بڑے ہی کے بارے میں کہ جسے سب سے زیادہ مزاحمت کا سامنا کرنا تھا۔جب ہم تاریخ مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شدید ترین تنقید اور مزاحمت کا نشانہ صرف وہی رسول بنے جو ایک لکھا ہوا قانون الٰہی یعنی کہ شریعت لائے تھے۔ہم دیکھتے ہیں کہ سامی انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل تک کہیں بھی کوئی جھگڑا یا اختلاف نہیں ہے۔لیکن حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک دنیاوی جھگڑوں کا اور الہامی مذاہب اور انسانی ایجاد کردہ مذاہب کے درمیان جھگڑوں کا ایک سلسلہ موجود ہے۔لیکن الہامی مذاہب کے مابین آپس میں کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت ابراہیمؑ سے پہلے تمام انبیاءؑ نے ایک عالمی رہنما کی آمد کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی۔اور ساتھ ہی انبیاء کے مبعوث ہونے کے متعلق بھی بتایا۔پریشانی وہاں سے شروع ہوئی کہ ان پیشین گوئی کرنے والے انبیاءؑ کے پیروکاروں نے عالمی رہنما اور بعد میں آنے والے انبیاءؑ کی خصوصیات کو غلط کر دیا یا مکس کر دیا اور یوں دو مختلف شخصیات کو ایک سمجھ لیا گیا۔

اور یہی بنیادی غلطی تھی کس کی وجہ سے ہر الہامی رہنما کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔اس بات کی وضاحت ہم اس طرح کریں گے کہ حضرت موسیٰؑ سے قبل بنی اسرائیل بہت حقیر زندگی گزار رہے تھے۔انہیں بہت سے مظالم برداشت کرنا پڑ رہے تھے۔۔ان لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ ان کے لئے ایک نجات دہندہ یعنی کہ حضرت موسیٰؑ آئے گا۔اور یہ پہلی پیشین گوئی تھی۔دوسری پیشین گوئی یہ تھی کہ آخری دور

میں ساری انسانیت ظلم وستم کا شکار ہوگی اور ایک عالمی وآفاقی رہنما مظلوموں کی نجات کا انتظام کریں گے۔ان کا دور مثالی امن کا ہوگا۔اس دور میں زمین اپنے اندر کے سارے خزانے اگل دے گی ۔کوئی بیمار نہیں ہوگا۔وغیرہ وغیرہ۔

اب ان دو پیشین گوئیوں کو ملا دیا گیا۔اور لوگوں نے ان دونوں خوبیوں کا مطالبہ ایک ہی نبی سے کیا۔اب چونکہ یہ ممکن نہیں تھا لہٰذا لوگوں نے نبی کی نبوت پر ہی اعتراض کردیا۔اور نبی کی مخالفت کی۔

آخری دور میں ایک عالمی وآفاقی رہنما کی آمد کا تصور فراعنہ مصر کے درمیان بھی موجود تھا۔ان کے نزدیک اس رہنما کی پہچان یہ تھی کہ

''وہ رہنما آسمانی اور زمینی قوتوں کا منبع ہوگا۔''

اس سلسلے میں سائنس ڈائجسٹ میں ۱۹۹۳ء میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جو کہ اہرام مصر اور مصری دیوی دیوتاؤں کے متعلق معلومات پر مشتمل تھا۔اس میں بتایا گیا تھا کہ ۱۹۲۰ء میں اہرام کی رموزی تحریریوں کو حل کرلیا گیا تھا۔۱۹۲۷ء میں ڈاکٹر ڈیوڈسن نے اس پر ایک کتاب ''اہرام اور ان کا آسمانی پیغام'' کے نام سے لکھی تھی۔

ڈیوڈسن نے اہرام مصر کی دیواروں پر لکھی پیشین گوئیوں کا ترجمہ کیا تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ۱۴ اپریل لکھی تھی جو کہ جدید تحقیق کے ذریعے درست تسلیم کی گئی ہے۔ ۔اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ظاہر ہونے کا سال بھی وہاں لکھا گیا تھا۔یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ آخری دور میں مہلک ہتھیاروں اور بارود سے نسلِ انسانی کا صفایا ہوجائے گا۔انسانوں کی ایک تھوڑی تعداد دنیا میں باقی رہ جائے گی۔پھر ایک نیا زمانہ شروع ہوگا جو کہ ایک الہامی رہنما کی سربراہی میں



ہوگا۔مذکورہ کتاب میں فرعونوں کی لاشوں کو ممیاں بنانے کی وجہ بھی بتائی گئی ہے۔ان کے نظریئے کے مطابق آخری روحانی رہنما تمام مرے ہوئے لوگوں کو زندگی کی طرف واپس لائے گا اور وہ لوگ ان کے زیر نگیں ہوں گے۔ان کے نظریئے کے مطابق جب تک جسم فنا نہیں ہوتا تب تک روح اس کے ساتھ رہتی ہے۔اگر جسم فنا ہوجائے تو روح بھی غائب ہوجاتی ہے۔ان کا یقین تھا کہ اگر ان کے جسم صحیح سالم رہتے ہیں تو آنے والا روحانی رہنما ان کے اصل جسم میں ان کی روح ڈال دے گا۔اور یوں وہ اپنے اصلی جسم اور روح کے ساتھ اس سنہری دور کی مسرتوں سے لطف اندوز ہوسکیں گے۔

اسی لئے فرعون اپنے خاندان والوں کے مردہ جسموں کو ممی بنانے لگے اور اس وقت تک چالیس ہزار اہرام دریافت ہوچکے ہیں جن کی تعمیر 2690 ق م تک تسلیم کی گئی ہے۔

اب اگر ان باتوں کو حقیقت تسلیم کرلیا جائے جس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فرعون رعمیسس اور اس کے جانشین حیات بعد الموت اور آخری آسمانی رہنما کی آمد پر یقین رکھتے تھے۔

ان کے نزدیک آخری رہنما کی دوسری پہچان یہ تھی کہ

''وہ ہر کسی کو سونے اور چاندی سے دولت مند بنادے گا۔''

انہی دونوں معیاروں یا کسوٹیوں کے ذریعے فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو جھٹلانے کی کوشش کی ۔ان کے سارے معجزات وکرامات کو جادو کہا گیا۔ سورۃ زخرف کی آیت ۵۲، ۵۳ دیکھئے۔

ترجمہ....'' بلکہ میں اس سے بہتر جو گھٹیا ہے اور صاف بات بھی نہیں کر

سکتا۔پھر کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن ڈالے گئے یا اس کے ساتھ فرشتے پرے باندھ کر کیوں نہ آئے۔"

اس کا مطلب ہے کہ یہ دو بڑے ثبوت تھے جن کی حضرت موسیٰؑ میں کمی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس دور کے لوگوں نے ان کی نبوت کو ماننے سے انکار کیا۔حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے ایک رسول کی اور آخری دور کے عظیم رہنما کی نشانیوں کو مکس کر دیا تھا۔حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ تمام الہامی کتابوں میں ان دونوں نشانیوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل نے ایک بادل دیکھا جو کہ اللہ کی شان وشوکت کا ایک مظہر تھا اور وہ بادل بنی اسرائیل پر سایہ فگن ہوا تو اب انہوں نے دیگر شرائط کے ساتھ اس شرط کو بھی شامل کر لیا کہ مستقبل میں جو بھی نبی آئے گا اس کے ساتھ فرشتے ہوں گے،خزانے ہوں گے اور وہ بادل کے اوپر سوار ہوگا۔۔یہ تین نشانیاں انتہائی قابل یقین کسوٹی بن گئیں۔اور انہوں نے بعد میں آنے والے ہر نبی سے یہی تین چیزیں دکھانے کا مطالبہ کیا۔اب چونکہ اس مطالبے کا جواب نفی میں ہوتا تھا لہٰذا انبیاء علیہ اسلام کی گردن زنی کا اعلان کر دیا جاتا تھا۔

حالانکہ ایک نبی کی پرکھ یہ تھی کہ وہ صرف اللہ کی وحدانیت کی تبلیغ کرے۔غیبی امور کو جانتا ہو اور معجزات دکھائے.....دیگر تین صفات تو آخری دور میں آنے والے آخری رہنما کے لئے مخصوص تھیں۔مگر ان لوگوں نے ان تمام خصوصیات کو یکجا کر دیا۔



# سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کی پیشن گوئی

جیسا کہ دوسرے انبیاءؑ کی آمد کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا جاتا تھا۔بالکل اسی طرح سردارِ انبیا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کے بارے میں بھی پیشین گوئی کر دی گئی تھی۔حضرت موسیٰؑ نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی۔کتاب استثنا کے باب ۱۸ میں یہ پیشین گوئی بیان کی گئی ہے۔اس کے مطابق۔

۱....ذکر کردہ سید الانبیاء حضرت موسیٰؑ سے مشابہ ہوں گے۔

۲....وہ اپنی مرضی سے کلام نہ کریں گے بلکہ اللہ کے الفاظ (وحی) ان کے دہن مبارک میں ڈالے جائیں گے۔اور وہ ان کے مطابق احکامات دیں گے۔

۳....وہ اسرائیل کے بھائیوں کی نسل سے ہوں گے۔یعنی حضرت اسحاق علیہ اسلام کی آل سے ہونے کی بجائے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آل وخاندان سے ہوں گے۔

حضرت موسیٰؑ نے اپنی وفات سے قبل بشارت دی جو کہ عہد نامہ قدیم،استثنا باب ۳۳ اور آیت ۱،۲ میں ہے

"اور موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے اور اس نے کہا خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے آشکار ہوا،وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار اولیاء کے ساتھ آیا۔اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے شریعت یا قانون تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆
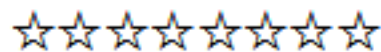
ترجمہ...."اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی جو ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور پہلے وہ خود کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے پس جب وہ ان کے پاس آ گئی جسے انہوں نے پہچان لیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔"..........(سورۃ البقرہ، آیت ۸۹)

یہودیوں اور عیسائیوں میں ایک تصور تھا کہ اللہ فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ وہ بادلوں پر سوار ہوگا، اور عدل قائم کرے گا۔ وغیرہ، یہ ساری نشانیاں اسی مقدس شخصیت سے متعلق تھیں جس نے آخری زمانہ میں آنا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے انکار کی بنیاد انہی نشانیوں پر رکھی۔ ان کی سوچ کو سورۃ بقرہ کی آیت ۲۱۰ میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ...."کیا وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائے میں فرشتوں کے ساتھ آئے اور سارے معاملات کا فیصلہ ہو جائے۔"

یہ علامات یا نشانیاں آخری زمانہ کے الہامی رہنما سے مخصوص ہیں اور انہوں نے ان سب کا مطالبہ سید الانبیاء سے کیا۔ یہی وہ نکتہ تھا کہ جس سے انہوں نے ماننے سے انکار کرنا شروع کیا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی اسی طرح کی سوچ ونظریئے کو سورۃ انعام میں ظاہر کیا گیا ہے اور اس کا جواب دیا گیا۔

ترجمہ...."یقیناً کیا وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تمہارا رب آ جائے یا تمہارے رب کی کچھ نشانیاں آئیں۔ جس دن تمہارے رب کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آ جائے گی تو کسی نفس کو جو پہلے سے ایمان نہ لا چکا ہوگا یا جس نے اپنے ایمان میں سے کوئی نیکی نہ کمائی ہوگی اس کا ایمان لانا بھی کوئی



فائدہ نہ دے گا۔ کہہ دو کہ تم انتظار کرو ہم بھی (اس کا) انتظار کرنے والے ہیں۔"

(آیت ۱۵۹)

ان کے اسی رویئے کو سورۃ نحل میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ...."کیا وہ (اس بات کا) انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آ جائیں یا تیرے رب کا حکم (امر) آ جائے۔"

بات یہی ہے کہ سارے اختلافات اس وجہ سے پیدا ہوئے کہ لوگوں نے آخری رہنما کی نشانیوں اور صفات کو نہ سمجھا۔ ہر امت نے اپنے نبی میں ان صفات کو دیکھنا چاہا جو آخری رہنما کی بتائی گئی تھیں۔ اور اسی وجہ سے انبیاء علیہ السلام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ بہت سے نبیوں کو تو لوگوں نے قتل بھی کر دیا۔

ہر نبی نے اس آخری الہامی رہنما کی صفات اور ان کی آمد کو مخصوص نشانیوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کو نہ ماننے والوں کو ان کی تلوار کے انتقام اور عدل سے ڈرانے کی کوشش کی ہے۔ اور ان کے ماننے والوں کو ایک خوشگوار مستقبل کی نوید دی ہے۔ کیونکہ اس عظیم بادشاہ کی حکومت ہی دراصل رب کائنات کی حکومت ہے۔ جس میں ایک عظیم انقلاب آئے گا، غریب، مظلوم ابدی اور مستقل مسرت پائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆

# آخری ہادی کی نشانیاں

تمام انبیاء علیہ السلام نے اپنے اپنے زمانے میں اپنے لوگوں کو اس ظلم ، ناانصافی، تشدد اور دیگر برائیوں کے بارے میں بتایا تھا جو کہ آخری دور میں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ان انبیاء نے اپنی امت کو آخری الہامی رہنما کے حقیقی انصاف کے بارے میں بھی بتایا اوران کے انتقام سے ڈرانے کی بھی کوشش کی۔یوں انبیاء علیہ السلام نے سب کوتوبہ استغفار کی طرف لانے کی کوشش کی۔جیسا کہ قرآن پاک نے انسانی کردار اور سیرت کی بہتری اور اصلاح کے لئے بتایا کہ قیامت بالکل قریب ہے۔بالکل اسی طرح ہر نبی نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ آفاقی رہنما کی آمد بالکل قریب ہے۔اور لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے کردار کی اصلاح کریں انہوں نے اپنے ماننے والوں کو یہ کہہ کر ڈرایا کہ عظیم رہنما کی حکومت دراصل رب کائنات کی حکومت ہو گی۔اوراس کی حکومت کا دن ''خدا کا دن'' ہوگا۔حضرت یوحنا ؑ نے اعلان کیا تھا۔

''ان دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔''

(متی کی انجیل۔باب۳ آیات ۱۔۲)

انہوں نے آخری دور کے عظیم حکمران کے بارے میں اعلان کیا تھا۔عیسائیوں میں سے اکثر یہ سوچتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کی دوبارہ آمد کا اعلان کیا تھا۔جبکہ یہی پیشین گوئی حضرت عیسیٰ ؑ نے خود بھی کی تھی۔جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ پیشین گوئی حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں نہیں تھی بلکہ اس عظیم الہامی رہنما کی



یاددہانی میں تھی جن کے متعلق تمام انبیاء علیہ السلام نے یکساں الفاظ میں پیشگی اطلاع دی۔حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنی تبلیغات میں یہ بات فرمائی۔

''اس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔''......(متی کی انجیل۔باب۴ آیت ۱۷)

''(پھر یوحنا کو پکڑوائے جانے کے بعد )یسوع نے گلیل میں آکر خدا کی بادشاہی کی خوشخبری کی تبلیغ یا منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوگیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے توبہ کرو اور خوش خبری پر ایمان لاؤ۔''

(مرقس کی انجیل۔باب ۱، آیات ۱۴، ۱۵)

بالکل اسی طرح سینٹ لوقا کی کتاب میں ہے

''جب دن ہوا تو وہ نکل کر ایک ویران جگہ میں گیا اور لوگوں کی بھیڑ اس کو ڈھونڈتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کو روکنے لگی کہ ہمارے پاس سے نہ جا۔اس نے کہا کہ مجھے شہروں میں بھی خدا کی بادشاہی کی خوش خبری ضرور سنانا ہے کیونکہ میں اسی لئے بھیجا گیا ہوں۔''.....(لوقا کی انجیل۔باب۴، آیت ۴۳)

اللہ کی اس وعدہ کی گئی بادشاہت کو آخری زمانہ میں قائم ہونا ہے۔کیونکہ وہ دور جس میں مذکورہ اعلان کیا گیا تھا اس وقت سے لے کر حضرت عیسیٰ ؑ کے آخری وقت تک یہ سارا دور وہ تھا جس میں ظالمین کی اکثریت اور غلبہ تھا۔وعدہ الٰہی تو آخری زمانے میں پورا ہوگا۔جب حضرت عیسیٰ ؑ حقیقی عظمت اور شان وشوکت سے تشریف لائیں گے۔حضرت یسعیاہ ؑ نے اس آسمانی آفاقی رہنما کے ظہور کے متعلق بتاتے ہوئے اس حقیقت کی مزید وضاحت بذریعہ منظر کشی فرمائی ہے کہ انبیاء کی پیشین گوئیوں

سے کون سی ہستی مراد ہے وہ کہتے ہیں۔

’’پہاڑوں میں ایک ہجوم کا شور ہے گویا بڑے عظیم الشان لشکر کا مملکتوں کی قوموں کے اجتماع کا ہنگامہ خیز شور غوغا ہے۔رب الافواج جنگ کے لئے لشکر جمع کرتا ہے۔وہ آسمان کی انتہا کے ایک دور ملک سے آئے ہیں۔ہاں خداوند بھی اور اس کے قہر کے ہتھیار بھی ساری زمین کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔اب تم واویلا کرو کیونکہ خداوند کا دن نزدیک ہے۔وہ قادر مطلق کی طرف سے ایک بری ہلاکت کی مانند آئے گا۔‘‘........... (یسعیاہ۔باب ۱۳، آیات ۴، ۶)

وہ مزید واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آسمانی حکومت کا دن یا خدا کا دن ظالمین اور بدکاروں کے لئے سختی واذیت کا دن ہوگا۔

’’دیکھو خداوند کا وہ دن آتا ہے جو غضب میں اور قہر میں شدید، سخت درشت ہے تاکہ ملک کو ویران کرے اور گناہگاروں کو اس پر نیست ونابود کرے۔‘‘

(یسعیاہ۔باب ۱۳، آیت ۹)

حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور کی یہ آیات دیکھیں۔

’’رب خداوند خدا نے کلام کیا اور مشرق سے مغرب تک دنیا کو بلایا صیہون سے جو حسن کا کمال ہے خدا جلوہ گر ہوا ہے ہمارا خدا آئے گا اور خاموش نہیں رہے گا ایک آگ اس کے آگے آگے سب کچھ بھسم کرتی جائے گی۔اور اس کے چاروں طرف بڑی آندھی چلے گی۔اپنی امت کی عدالت کرنے کے لئے وہ آسمان وزمین کو طلب کرے گا کہ میرے مقدسوں کو میرے حضور جمع کرو جنہوں نے قربانی کے ذریعے میرے ساتھ عہد باندھا ہے اور آسمان اس کی حق وصداقت کا اعلان کریں گے کیونکہ



آج خدا آپ ہی انصاف کرنے والا ہے۔‘‘.....(زبور باب ۵۰، آیات ۱، ۶)

تفسیر عیاشی کی جلد اول کے صفحہ ۱۹۹ پر سورۃ آل عمران کی آیت ۱۴۰

**وتلک الایام نداولها بین الناس**

ترجمہ.....’’یہ تو وہ ایام ہیں جو ہم لوگوں کے درمیان پھیرتے رہتے ہیں‘‘

کی تشریح کرتے ہوئے جناب ابو عبداللہ نے اپنے ساتھی زرارہ سے فرمایا تھا کہ چونکہ آدم سے لے کر آج تک شیطان اور ظالمین کا دور دورہ رہا ہے خدا کی حکومت تو تب ہوگی جب عظیم رہنما کا ظہور ہوگا۔

خدائی قانون کے نفاذ کا دن ہی خدا کا دن کہا گیا ہے۔سورۃ ابراہیم کی پانچویں آیت مبارکہ میں ارشادِ ربانی ہے کہ

ترجمہ...’’اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔‘‘

تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے تین ایام ہیں۔

(۱) وہ دن جس دن آخری عظیم رہنما ظہور فرمائیں گے۔

(۲) موت کا دن

(۳) دوبارہ اٹھائے جانے کا دن

اب اگر ہم غور کریں تو ان تمام ایام میں رب سے ملاقات کا ایک مشترکہ رنگ نظر آتا ہے۔ایک انسان کی موت خدا سے ملاقات ہی ہے۔قیامت کا دن بھی خدا

سے ملاقات ہی ہے۔اور آخری عظیم رہنما کا ظہور بھی خدا کے ساتھ ایک ملاقات ہی ہے۔ کیونکہ ان کی حکومت ہی مقدس آسمانی حکمرانی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء نے اپنی امت کو خدا سے ملاقات کی پرمسرت بشارت دی ہے۔اور یہ ہدایت بھی کی ہے کہ وہ اس کے لئے ہمیشہ اور مکمل تیار رہیں۔

''او اسرائیل تو اپنے خدا سے ملاقات کی تیاری کر......''

(عاموس باب ۴ آیت ۱۲)

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

**واتقو االله و اعلموا انکم ملقوہ و بشرِ المومنین ☆**

(آیت ۲۲۳)

ترجمہ....''اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم ضرور اس کے حضور میں پیش ہونے والے ہو اور مومنین کو خوش خبری دو۔''

سورہ بقرہ کی یہ آیت دیکھئے۔

**قال الذین یظنون انھم ملقوا الله من فئة قلیلة غلبت فئة باذنِ الله و الله مع الصبرین ☆** ........(آیت ۲۴۹)

ترجمہ....''جو اللہ سے ملاقات کا یقین رکھتے تھے،انہوں نے کہا کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے گروہ اللہ کے اذن سے بڑے گروہوں پر غالب آگئے اور اللہ تو صابرین کے ساتھ ہے۔''

**قد خسِر الذین کذبوا بِلِقاءِ اللهِ** .... (سورہ انعام، آیت ۳۱)



ترجمہ.... یقیناً وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا۔''

**لعلھم بِلِقاءِ ربِھِم یومِنون ☆**.... .(سورہ انعام آیت ۱۵۴)

ترجمہ....''تا کہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔''

**لعلکم بِلِقاءِ ربکم توقِنون ☆** .......(سورہ الرعد، آیت ۲)

ترجمہ....''تا کہ تم اپنے رب کی ملاقات پر یقین کرلو۔''

**من کان یرجوا لِقا ء اللهِ فاِن اجل الله لات ☆** ......

(سورہ العنکبوت، آیت ۵)

ترجمہ....''جو کوئی اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے انہیں جان لینا چاہئے کہ پس ضرور اللہ کا مقررہ وقت آنے والا ہے۔''

**الذین یظنون انھم ملقوا ربِھم و انھم الیہِ رجعون ☆**

(سورہ بقرہ آیت ۴۶)

ترجمہ.....جو کہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

یہ تمام آیات اور انبیاء علیہ السلام کے فرامین آخری دور میں آسمانی بادشاہت اور حکمرانی کا ایک تصور پیش کرتی ہیں۔انبیاء نے مومنین سے اللہ کی حکومت کے قیام کا وعدہ فرمایا تھا اور مومنین کو ایک خوبصورت مستقبل کی نوید دی تھی اور بدکاروں،مکاروں کو برے انجام سے خبردار کیا تھا۔قرآن پاک میں اس عظیم رہنما کے بارے میں بہت

سی آیات ملتی ہیں۔تمام مذاہب اس نکتے پر تو متفق ہیں کہ آخری دور میں اس عظیم الہامی رہنما نے آنا ہے۔جس نے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینا ہے۔البتہ اس ہستی کے نام مختلف ہیں۔لیکن نشانیاں اور خصوصیات سب ایک ہیں۔

سورہ الزمر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ...''اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی۔اور انبیاء اور شہدا(گواہ)لائے جائیں گے۔اور ان لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

(سورہ الزمر۔آیت ۶۹)

اس آیت کی تشریح میں جناب مفضل بن عمر وحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔کہ

''جب ہمارا قائم عجل اللہ فرجہ(اللہ کی حکومت قائم کرنے والا)آئے گا تو زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔''

جب آخری ہادی علیہ السلام کی حکومت قائم ہوگی تو زمین اپنے رب کے نور سے جگمگائے گی اور لوگوں کو سورج کی روشنی کی ضرورت نہیں رہے گی۔انبیاء کو اس سنہری دور میں واپس بھیجا جائے گا۔ہر دور کے مشہور شہدا بھی واپس آئیں گے۔ہر امت کے مظلومین اور ظالمین کو بھی لایا جائے گا اور ان کے مقدمات کا فیصلہ عدل و انصاف سے کیا جائے گا۔یہی وجہ تھی کہ ہر نبی نے اپنے اپنے وقت میں بار بار اس کا ذکر کیا تا کہ اس کے ماننے والے خود کو تیار کرلیں اور اس عظیم بادشاہ کی عدالت میں شرمندہ نہ ہوں۔ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ سوچیں کہ انبیاء،شہدا،مظلومین اور دیگر فوت



شدہ لوگ کیسے واپس آئیں گے۔ان کا واپس آنا صحائف سے ثابت ہے۔آیئے ان صحائف کی ان آیات پر نظر ڈالتے ہیں۔جن میں انبیاء کے واپس آنے کی بات کی گئی ہے۔

''اور اس وقت تیرے لوگوں میں سے ہر ایک جس کا نام کتاب میں لکھا ہوگا رہائی پائے گا اور جو خاک میں سو رہے ہیں ان میں سے بہتیرے جاگ اٹھیں گے بعض حیاتِ ابدی کے لئے اور بعض رسوائی اور ذلت کے لئے۔''

(دانیال،باب۱۲،آیات ۹۔۱۳)

قرآن پاک میں لفظ''کتاب''استعمال کیا گیا ہے اور یہاں بھی لفظ''کتاب'' موجود ہے۔قرآن پاک عادلانہ فیصلے کے متعلق بات کرتا ہے اور یہاں بھی یہی سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔

''دنیا کے سب آسودہ حال لوگ کھائیں گے اور سجدہ کریں گے۔وہ سب جو خاک میں مل جاتے ہیں اس کے حضور جھکیں گے۔''.....(زبور،باب ۲۲۔آیت ۲۹)

''لیکن خداوند ابد تک تخت نشین رہے گا،اس نے انصاف کرنے کے لئے اپنا تخت تیار کیا ہے۔وہی حق صداقت سے جہان کی عدالت کرے گا۔وہ راستی سے قوموں کا انصاف کرے گا اور خداوند مظلوموں کے لئے پناہ گاہ ہوگا۔''

(زبور۔باب ۹،آیات ۷۔۹)

اس کا مطلب ہے کہ زندگی کے تمام طبقات کو عدل کے حصول کے لئے آسمانی رہنما کے سامنے پیش کیا جائے گا۔انبیاء،شہدا،اور ظالمین و جابرین سب ان کی عدالت میں موجود ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔

"تم سن چکے ہو کہ میں نے تم سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور تمہارے پاس دوبارہ آتا ہوں۔" ............ (یوحنا کی انجیل۔باب ۱۴، آیت ۲۸)

"کیونکہ ابنِ آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا اور اس ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا۔"...

(متی کی انجیل۔باب ۱۶۔آیت ۲۷)

سورہ نساء میں ایک وعدے کا ذکر ہے جو اللہ نے حضرت عیسیٰؑ سے کیا تھا۔

**وان اھلِ الکتبِ الا لیومِنن به قبل موته و یوم القِیمةِ یکون علیهم شهیدا ........** (آیت ۱۵۹)

ترجمہ...اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے ایسا نہیں رہے گا جو اس (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ نہ ہوگا۔

تفسیر قمی میں اس آیت مبارکہ کی تشریح کی گئی ہے وہ یوں کہ

"یقیناً حضرت عیسیٰؑ قیامت سے پہلے اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور کوئی یہودی یا عیسائی ایسا نہیں رہے گا جو ان پر ایمان نہیں لائے گا۔"

سورہ سجدہ کی یہ آیت مبارکہ میں دیکھیں۔

**ولقد اتینا موسی الکِتب فلا تکن فی مریة مِن لقائه وجعلنه هدی لبنی اسرائیل** ☆

"بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔پس تو اس کے ملنے کے متعلق شک میں



مبتلا نہ ہو جانا اور ہم نے اس (کتاب) کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت قرار دیا۔"

ہم نے اب تک جو بات کی اس کا مقصد یہی ہے کہ تقریباً تمام ہی الہامی کتب میں انبیاء علیہ السلام کی ایک مخصوص وقت میں اس دنیا میں واپسی ثابت ہے اور ایک الہامی شخصیت کی حکومت بھی ثابت ہے۔تو ایک مذہبی آدمی کے لئے چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب، کسی بھی فرقہ سے ہو فرامین الٰہی کے بعد اسے ماننا ضروری ہے۔

اور اس میں عقلی دلائل کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# اللہ کا وعدہ

آپ جانتے ہیں کہ اندھیرا چاہے جتنا بھی گہرا ہو روشنی کی ایک ہلکی سی کرن سے اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔یہی صورت حال حق و باطل کی بھی ہے۔حق اپنے آغاز میں کمزور ہوتا ہے لیکن یہ باقی رہتا ہے اور اس میں باطل پر چھا جانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

اس دنیا میں جو بھی پاک و پاکیزہ ہستیاں تشریف لائیں سب سے پہلے ان کی حمایت ونصرت غریب اور مظلوم طبقے نے کی۔امیر، طاقتور اور نام نہاد مذہبی اجارہ داروں نے ان کی مخالفت کی۔

یہ انسان کی بدقسمتی ہی ہے جو صدیوں سے اس کے ساتھ ساتھ ہے کہ انسان قدیم معاشرتی رسم و رواج اور روایات کی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے بلکہ وہ ان

رسومات کی پرستش کرتا ہے۔اور اپنی زندگی اور عزت کو بھی داؤ پر لگا کر انسانی بنائے گئے رسم ورواج کی حمایت اور حفاظت کرتا ہے۔بدکاری کے نمائندوں نے انسان کی اس نفسیاتی کمزوری کا فائدہ اٹھایا ہے۔

انسانی تاریخ ظلم وجبر،تشدد اور فتنوں نے بھری پڑی ہے۔ہم تاریخ انسانی کا مطالعہ کریں اور فرعون رعمیسس کے دور حکومت پر ایک نظر ڈالیں تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دور ظلم وجبر، زیادتی ،تشدد میں مکمل عروج پر تھا۔بنی اسرائیل شدید ترین مصائب کا شکار تھے۔ان کے بچوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔لوگوں کو بلا اجرت اور زبردستی دن رات کام پر مجبور کیا جاتا تھا۔عورتیں اور مرد جانوروں سے بدتر زندگی گزار رہے تھے۔بنی اسرائیل غلاموں سے بھی بدتر تھے۔حکمران نے انہیں قیدی بنایا ہوا تھا۔اس ظلم کی چکی میں پسی ہوئی قوم کے ایک عالم کو بشارت کے ذریعے ہدایت ہوئی کہ پوری قوم اپنی نجات اور آزادی کے لئے مل کر اس طریقہ سے دعا اور التجا کرے۔لہذا بنی اسرائیل نے چالیس روز تک دعا کی۔مرد،عورتیں اور بچے مل کر اجتماعی طور پر اپنی آزادی اور نجات کے لئے روئے، چلائے،فریاد کی مناجات کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کی آزادی کے لئے حضرت موسیٰؑ کو نجات دہندہ بنا کر بھیجا۔ انجیل مقدس میں ہے۔

''اور ایک مدت کے بعد یوں ہوا کہ مصر کا بادشاہ مر گیا اور بنی اسرائیل اپنی غلامی کے سبب سے آہ بھرنے لگے اور روئے۔اور ان کا رونا جو غلامی کے باعث تھا خدا تک پہنچا اور خدا نے ان کا کراہنا سنا۔''.....(خروج۔باب۲،آیت۲۳،۲۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی آزادی کے لئے بھیجا۔حضرت



موسیٰؑ نے فرعون، اس کے رشتے داروں اور درباریوں کو بہت سے معجزات دکھائے۔بنی اسرائیل نے بھی ان معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔مگر مصری رسم ورواج اور روایات کی محبت نے انہیں ہمیشہ اللہ کے احکامات کی نافرمانی پر اکسایا۔آزادی کے بعد بنی اسرائیل وقتاً فوقتاً اپنے نجات دہندہ حضرت موسیٰؑ سے شکوہ کیا کرتے تھے کہ

''آپ نے ہمیں مصر سے نکال کر کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ہم وہاں اچھی زندگی گزار رہے تھے۔''

وہ من وسلویٰ دیئے جانے سے پہلے تک مسلسل یہی جملہ دہراتے تھے اور یہ نعمتیں دیئے جانے کے بعد بھی وہ اسی طرح کی باتیں کرتے تھے۔اور کہا کرتے تھے کہ ان کے مطالبات ضرور پورے کئے جائیں۔انجیل ان کے اس طرح کے احمقانہ مکالموں سے بھری پڑی ہے۔

یہ کیا تھا؟ یہ محض ان کی قدیم روایات سے محبت ہی تھی کہ انہوں نے ہمیشہ فرعون کے جبر وستم کو اپنے اوپر ہونے والی آسمانی عنایات اور نعمتوں پر ترجیح دی۔رسم ورواج اور روایات سے محبت انہیں اس حد تک لے گئی کہ انہوں نے ایک بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ان میں سے ایک چھوٹا گروہ ایسا بھی تھا جو خلوص سے حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات پر عمل پیرا تھا۔حضرت موسیٰؑ کی امت کے دو گروپ تھے۔ایک حق وصداقت سے محبت کرتا تھا اور دوسرا بدکاروں اور منافقوں پر مشتمل تھا۔منکروں اور منافقوں کو یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ ایک مخصوص وقت میں اپنے برے انجام کو پہنچیں گے اور صالحین کو خوش حالی اور نجات کا وعدہ دیا گیا تھا۔انہیں بتایا گیا تھا کہ وہ اس

زمین کے حکمران بنیں گے اور ایک طویل عرصے تک اس سے لطف اندوز ہوں گے،

اسرائیل کے تمام انبیاءؑ نے ان دونوں گروہوں میں کہ جن کی طرف وہ مبعوث کئے گئے تھے، مذکورہ وعدوں کو دہراتا جاری رکھا۔ ہر نبی نے اپنی امت کے متقین، صابرین اور مومنین کو ایک خوشگوار مستقبل کی نوید دی۔ اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی نصیحت کی کہ وہ ہمیشہ سچ کے ساتھ کھڑے ہوں یعنی کہ حق کا ساتھ دیں۔

انبیاءکرام اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ ظلم و جبر کی مسلسل حکمرانی کہیں ایمان والوں کو بے ہمت اور دہشت زدہ نہ کردے۔ اس لئے انہوں نے سب کو صبر و ہمت کے ساتھ مصائب برداشت کرنے کی تلقین کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بتایا کہ خدا سارے وعدے جلد پورے کرے گا۔

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے زمانہ کے دوران پرانے عہد نامہ (تورات) کی تصدیق کی اور اسے منسوخ نہیں کیا تھا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس پر بھی خلوصِ دل سے عمل جاری رکھا جائے۔ لیکن نام نہاد مذہبی اجارہ دار جو اپنے مفاد کے لئے بنائے گئے رسم و رواج اور روایات میں اندھے ہو چکے تھے۔ حق کی عبادت و بندگی کرنے والوں کے خلاف سختی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔ جس کے نتیجے میں صالحین ظلم کے شکنجے میں آ گئے اور انہیں طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ کے صالحین بندوں کو چار قسم کے لوگوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۱) بیرونی یا ظاہری دشمن — (۲) اندرونی یا باطنی دشمن

(۳) بیرونی یا ظاہری دوست — (۴) اندرونی یا باطنی دوست

قدیم دور کی طرح سید الانبیاءصلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کے ساتھ بھی بالکل ایسا



ہی ہوا۔ اسی طرح بیرونی اور اندرونی دشمنوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں۔ مسلمانوں کو جبر، ظلم، تشدد، جلاوطنی، قید و بند اور دیگر بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک سچے دین کی حقیقت و اصلیت کبھی متنازعہ نہیں ہوتی۔ حق کی پہچان بہت آسان ہوتی ہے۔

حق ہمیشہ مظلوم ہوتا ہے۔ ظالم نہیں ہوتا۔

حق کو دھوکا دیا جاسکتا ہے۔ حق قطعاً دھوکا نہیں دیتا۔

حق کو ستایا جاسکتا ہے۔ حق کسی کو نہیں ستاتا۔

صالحین قربانیاں پیش کرتے ہیں لیکن کسی سے قربانی طلب نہیں کرتے۔ وہ تکالیف و مصائب برداشت کرتے ہیں لیکن کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے نہ ہی کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔

اور انہی صالحین کے لئے اللہ نے ایک پرمسرت مستقبل کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور وہ لوگ جو اس کے برعکس ہیں۔ ظالم ہیں، نافرمان ہیں انہیں سزا، انتقام اور جہنم کی دھمکی دی گئی ہے۔ ہر دور میں اسی طرح کے یکساں وعدوں کا سلسلہ جاری رہتا اور بڑھتا و پھیلتا گیا ہے۔ جو ثابت کرتا ہے کہ وہ جماعت جس کے لئے اس کو وسعت دی گئی تھی وہ ایک ہی جماعت ہے اور ان کا دین بھی ایک ہی ہے۔ جس کا نام ہے خدا کی رضا و خوشنودی۔

☆☆☆☆☆☆

# مشروط وعدے

اللہ نے انسان سے وعدے فرمائے ہیں۔ایک اچھے مستقبل کے۔لیکن یہ سارے وعدے مشروط ہیں۔انجیل مقدس میں ہے۔

"سواب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہرو گے کیونکہ ساری زمین میری ہے۔"

(خروج۔باب ۱۹۔آیت ۱۵)

بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو آخری وعدہ کیا تھا اس کی تفصیل قرآن پاک میں ہے۔

ترجمہ......"اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے مشرق و مغرب کا (جس میں ہم نے برکت دی ہے) وارث بنایا اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل کے ساتھ پورا ہوا۔یہ سبب اس صبر کے جو انہوں نے کیا۔"

(سورہ اعراف۔آیت ۱۳۷)

یہ وعدہ مستقبل میں پورا ہونا ہے۔کمزور اسی وقت وارث بنیں گے جب حکومتِ الٰہیہ قائم ہوگی۔زمین کو کمزوروں کے کنٹرول میں دیئے جانے کا وعدہ حضرت یسعیاہؑ نے دہرایا تھا۔

"تیرے لوگ سب کے سب راستباز ہوں گے وہ ابد تک ملک کے وارث ہوں گے۔یعنی میری لگائی ہوئی شاخ اور میری دستکاری ٹھہریں گے۔تاکہ میرا جلال



ظاہر ہو۔سب سے چھوٹا ایک ہزار ہو جائے گا اور سب سے حقیر ایک زبردست قوم۔میں خداوند اس کے وقت پر سب کچھ جلد کروں گا۔"

یسعیاہ،باب ۶۰۔آیت ۲۱،۲۲)

قرآن پاک میں ہے۔

"تب ہم نے ایک بار پھر ان کے مقابلے میں تمہیں باری عطا کی اور تمہیں دولت دی اور اولاد دے کر تمہاری مدد کی تمہیں لشکر میں زیادہ کیا۔"

اس آیت مبارکہ کی تشریح تفسیر عیاشی میں بیان کی گئی ہے کہ آخری دور میں جب الہامی آخری رہنما کا دورِ حکومت ہوگا تو ہر شخص کو ایک لمبی زندگی عطا کی جائے گی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کا فرمان ہے کہ

"اس دور میں کوئی بھی شخص اس وقت تک دنیا کو چھوڑ کر نہیں جائے گا جب تک کہ اس نے اپنے ایک ہزار بیٹے نہ دیکھ لئے ہوں۔"

یہ عہد نامہ قدیم میں شامل وعدے کی تکرار ہے۔قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے وعدے کو دہرایا ہے۔

ترجمہ...."موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور صبر کرو۔بیشک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے،وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور عاقبت و انجام تو متقین کے لئے ہی ہے۔"

(سورہ الاعراف۔آیت ۱۲۸)

قرآن مجید تمام مذاہب کے متقی اور دیندار،فرمانبردار بندوں کے ساتھ کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدے کی تجدید کرتا ہے۔متعدد تفاسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ وعدہ

تب پورا جب آخری آسمانی رہنما کی حکومت قائم ہوگی۔

''اور وہ قوموں کے لئے دور سے جھنڈا کھڑا کرے گا اور ان کو زمین کی انتہا سے سسکار کر بلائے گا اور دیکھ وہ تیزی سے دوڑے چلے آئیں گے۔ نہ کوئی ان میں سے تھکے گا، نہ پھسلے گا، نہ کوئی اونگھے گا، نہ سوئے گا، نہ ان کا کمر بند کھلے گا اور نہ ہی ان کی جوتیوں کا تسمہ ٹوٹے گا'' (یسعیاہ۔باب۵،آیات،۲۶،۲۷)

''رب الافواج جنگ کے لئے فوجیں جمع کرتا ہے، وہ دور ملک کے آسمان کی انتہا سے آئے ہیں۔ ہاں خداوند بھی اس کے قہر کے ہتھیار بھی تاکہ تمام ملک کو برباد کریں۔'' (یسعیاہ۔باب۔۱۳ آیات ۴،۵)

''خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں قوموں پر ہاتھ اٹھاؤں گا اور امتوں پر اپنا جھنڈا کھڑا کروں گا، اور وہ تیرے بیٹوں کو اپنی گود میں لے آئیں گے اور تیرے بیٹوں کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر پہنچائیں گے۔ اور تو جانے گی کہ میں ہی خداوند ہوں جس کے منتظر شرمندہ نہ ہوں گے کیا زبردست سے شکار چھین لیا جائے گا۔؟''

(یسعیاہ۔باب ۴۹۔آیات،۲۲،۲۳)

ان آیات میں لفظ ''انتظار'' غور طلب ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کو یہ دیا گیا تھا کہ وہ رب الافواج کا انتظار کریں۔ یہی وعدہ اللہ کے نبی حضرت یرمیاہ علیہ السلام کی کتاب میں بھی ملتا ہے۔ جوکہ آخری دور سے متعلق ہے اور آخری الہامی رہنما کے دورِ حکومت کے متعلق ہے۔

''اور میں ان کو جو میرے گلہ سے بچ رہے ہیں تمام ممالک سے جہاں جہاں میں نے ان کو ہانک دیا تھا جمع کولوں گا اور ان کو پھر ان کے گلہ خانوں میں لاؤں گا اور



وہ پھلیں گے اور بڑھیں گے اور میں ان پر ایسے چرواہے (چوپان) مقرر کروں گا جو ان کو چرائیں گے۔ اور وہ پھر نہ ڈریں گے، نہ گھبرائیں گے، نہ گم ہوں گے، خداوند فرماتا ہے دیکھو وہ دن آتے ہیں (آنے والے ہیں)۔''

(یرمیاہ۔باب ۲۳،آیات ۳،۴)

قرآن پاک میں صالحین سے بھی یہ وعدہ کیا گیا ہے۔

''ترجمہ..... ''اور بے شک ہم نے زبور میں پیغام (ذکر) کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث ہمارے نیکوکار بندے ہوں گے۔'' (سورہ الانبیاء، آیت۔۱۰۵)

تفسیر قمی، تفسیر صافی، مجمع البیان، طبرسی اور البرہان میں اوپر دی گئی اس قرآنی آیت کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ آخری آسمانی رہنما کے ساتھی یا اصحاب، صالح بندے ہیں جو زمین کے وارث ہوں گے۔

جو حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں ان کے مطابق اللہ نے سارے مذاہب کے نیک اور صالح بندوں کے ساتھ زمین پر حکومت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جبکہ ہم لوگ ایک دوسرے سے عداوت میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہودی، مسلمانوں سے عیسائیوں سے، اور عیسائی، مسلمان یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی ایک آیت دیکھئے۔

ترجمہ.... ''اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک گروہ (ایسا) ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتا ہے اور اسی کے مطابق عدل کو استوار کرتا ہے۔''

(سورہ الاعراف، آیت ۱۵۹)

تفسیر عیاشی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جناب عبداللہ نے فرمایا کہ

جب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کعبہ کی پشت کی طرف سے ظاہر ہوں گے تو ستائیس
۲۷ افراد خود کو ان کے سامنے پیش کریں گے ۔ ایک حضرت موسیٰؑ کا نائب ہوگا۔
جناب یوشع جو کہ حضرت نونؑ کے بیٹے ہیں۔ اپنے گروہ کے پندرہ دیگر افراد کے
ساتھ، سات اصحاب کہف، ایک فرعون کے خاندان میں سے، جو کہ حضرت موسیٰؑ پر
ایمان رکھتا تھا۔ چار اشخاص حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے جن کے نام یہ
ہیں ۔ جناب حضرت سلمان فارسی، جناب حضرت ابو دجانہ انصاری، جناب حضرت
مالک اشتر اور حضرت مقداد۔

مشہور کتابین اوصاف الرغبین اور منتخب العصر میں لکھا گیا ہے کہ آخری الہامی
رہنما، مشہور تابوتِ سکینہ کو انطاکیہ کی ایک غار سے نکالیں گے ۔ اصل صحیفہ زبور (اصل
نسخہ) کو شام کے ایک پہاڑ سے نکالیں گے اور یہودیوں کے تمام اعتراضات اور
دلائل کو رد فرما دیں گے ۔ جس کے بعد ان کی ایک بڑی تعداد ان کو ایک مقدس الہامی
رہنما کے طور پر تسلیم کر لے گی ۔ اور ان کو اپنی تائید ونصرت پیش کرے گی ۔ کچھ مصنفین
نے ان کی تعداد تیس ہزار لکھی ہے ۔

مسلمانوں کی کتابوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہودیوں کی ایک بڑی تعداد اسلام
قبول کر لے گی ۔ اس کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ یہودیوں کی ایک بڑی تعداد
دجال اور سفیانی کی مدد کرے گی ۔ جو اسلام کے دشمن ہوں گے ۔ احادیث بتاتی ہیں کہ
دجال کے ساتھ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہوں گی ۔ یہودی مذہب کے مطابق دجال
کے وہ سب ساتھی حرامی ہوں گے ۔

یہ بات ثابت کرتی ہے کہ اس وقت سارے یہودی اسلام کے خلاف نہیں



ہوں گے بلکہ وہ لوگ خلاف ہوں گے جو کہ کمینے، بدکار، ظالم، بدمعاش اور حرامی ہوں
گے۔ اور یہ بات صرف یہود کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ ہر مذہب کے
حرامی، بدکار، ظالم و جابر، کمینے لوگ حق کی مخالفت کریں گے ۔ ہر وہ شخص جو اپنے
مذہب کے احکامات پر عمل کرتا ہوگا اور خود کو برے اعمال سے بچاتا ہوگا۔ وہ حق کا
حمائتی اور مددگار رہوگا۔ لیکن ایسے اشخاص بہت ہی کمیاب ہوتے ہیں اور ہر مذہب میں
ان کی تعداد ہمیشہ سے تھوڑی ہوتی ہے ۔

الہامی صحائف یہ بھی بتاتے ہیں کہ جب آخری دور آئے گا اور آخری الہامی
رہنما کی حکومت قائم ہوگی تو سب کا مذہب ایک ہو جائے گا۔

حضرت یسعیاہؑ نے یہودیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اور تم اپنا نام میرے برگزیدوں کی لعنت کے لئے چھوڑ جاؤ گے ۔ خداوند خدا
تم کو قتل کرے گا اور اپنے بندوں کو ایک دوسرے نام سے بلائے گا۔''

(یسعیاہ ۔ باب ۵۲، آیت ۱۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# زمانہ غیبت

ہم الہامی مذاہب اور الہامی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں تمام الہامی
کتابوں میں ایک مخصوص دور کی نشان دہی ملتی ہے ۔ جسے ہم اصطلاحاً ''تاریک دور''
کہتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نزول وحی کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے مسلسل جاری تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کے دور تک یہ آسمانی پیغامات مسلسل جاری رہے۔ ہمیں ہر مذہب میں نیک اور متقی بندوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک رابطہ نظر آتا ہے۔ ہم اولادِ اسماعیلؑ اور اولادِ اسحاقؑ میں وحی اور الہام کو پھیلا ہوا دیکھتے ہیں

اللہ کے پیغامات ہر قدم پر موصول ہوتے تھے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی اللہ کی رہنمائی سے مزین ہو کر آتا تھا۔ یوں انسانیت ،اللہ تعالیٰ کے ساتھ قریبی رابطے میں رہتی تھی۔ چونکہ اللہ کی ہدایت ساتھ ساتھ رہتی تھی یوں انسانی ذہن بھی ترقی کر رہا تھا۔ جس مذہب کے لوگوں نے اپنے نبی کو آخری نبی سمجھا وہ انسانی ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے۔ ہزاروں مذاہب منظر سے ایسے غائب ہو گئے کیونکہ وہ انسانی عقل و شعور کی اس ترقی کی رفتار کا ساتھ نہ دے سکے۔

ایک وقت تھا کہ یہودیوں نے بھی سمجھ لیا کہ اب الہامی پیغام کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ سو یہودیت کی نشو ونما رک گئی۔ بعد میں عیسائیوں نے بھی یہی سمجھ لیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد اللہ کے پیغامات بند ہو گئے۔ لیکن اسلام کی آمد کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ خالق و مخلوق کے مابین رابطہ منقطع نہیں ہوا۔

چونکہ اسلام پہلے مذاہب سے زیادہ آگے تعمیری اور ترقی پسند ہے اور ترقی پذیر انسانی ذہن کی نئی پیدا ہوتی ہوئی ضروریات کے لئے مناسب و موزوں تھا اس لئے یہودیوں ،عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا۔ یوں یہ مذہب دنیا کا دوسرا بڑا مذہب بن گیا۔ اگر صلیبی جنگیں اور دوسرے تعصب آلود عناصر اور اسلام کے خلاف سازشیں نہ ہوتیں تو اس وقت اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہوتا۔ لیکن آج بھی اسلام پھیل رہا ہے جبکہ دوسرے مذاہب سکڑ رہے



ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مستقبل میں اور بھی ترقی کرے گا۔

بدقسمتی سے مسلمانوں میں بھی یہ تصور پیدا ہو گیا ہے کہ سردارِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری طور پر اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد الہامی ہدایت رک گئی ہے۔ الہامی پیغامات، سچے خواب اور مکاشفات کے ذریعے رابطے کی نفی کر دی گئی۔ اور سمجھا گیا کہ انسان کا رابطہ اللہ سے کٹ گیا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چودہ صدیاں گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن و شعور ارتقاء کی انتہائی اونچی منزل تک پہنچ چکا ہے۔ ہر آنے والا دن نئے نئے مسائل سامنے لا رہا ہے۔ انسان پریشان ہے۔ سائنس کی ترقی سے لاتعداد مسائل کا سامنا ہے۔ کیا ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ الہامی رہنمائی و ہدایت بند ہو چکی ہے۔

اگر ہم یہ فرض کر لیں تو تو پھر اس انسان کا کیا ہو گا جو فطری طور پر پریشان خیال اور الجھا ہوا ہے۔ طاغوتی طاقتیں ہر لحہ اس کی طاق میں رہتی ہیں۔

اسلام میں ایک ایسا فرقہ بھی ہے جس کا عقیدہ ہے اللہ کا شعبہ نبوت تو بند ہو چکا ہے۔ لیکن آخری نبی سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے بارہ نائبین موجود ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے بارہ نائبین تھے۔ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ اگر زمین پر اللہ کا نائب (حجت) ایک لمحے کے لئے بھی باقی نہ رہے تو زمین اپنے باسیوں کو نگل جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ ''تاریک دور'' کیا ہے۔؟

یہ وہ دور ہے جب اللہ انسانیت سے اپنے رابطے یا وسیلے کو مخفی کر دیتا ہے۔ وہ وسیلہ موجود تو ہوتا ہے لیکن انسان کی اس تک رسائی نہیں ہوتی یا انسان اس وسیلے کو دیکھ

نہیں سکتا۔

حضرت موسیٰؑ کی قوم کے ساتھ بھی ایسا ہو چکا ہے۔اس قوم نے اللہ کی نا فرمانی کی تو اس وقت کی حجت یعنی حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا گیا کہ وہ مصر کو چھوڑ دیں۔ اور مدین چلے جائیں۔ دورِ موسیٰ کے دیگر انبیاء کو ہدایت ہوئی کہ وہ بالکل خاموش رہیں۔ بنی اسرائیل فرعون کے ظلم وستم کے نیچے پڑے کراہتے رہے۔ان کے پاس نجات کا کوئی راستہ نہ تھا۔پھر ان کے ایک عالم نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اجتماعی توبہ کریں اور خدا کے حضور گڑگڑا کر دعا اور فریاد کریں۔انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت موسیٰؑ کو اللہ کا حکم ہوا کہ وہ مصر جائیں اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم وستم سے نکال لائیں۔جب حضرت موسیٰؑ مصر پہنچے تو اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔

یہ دور جس میں حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل سے دور رہے ''تاریک دور'' کہلاتا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کی حجت اگر چہ موجود تھی اور اس حجت کا اللہ سے رابطہ بھی تھا لیکن لوگوں سے رابطہ نہیں رہا تھا۔یہ دور ''تاریک دور'' یا ''دورِ غیبت'' کہلاتا ہے۔

حیران کن بات ہے کہ مختلف مذاہب کی تمام کتب جب آخری دور کے بارے میں بات کرتی ہیں تو یک زبان ہو کر ہمیں ایک طویل ''تا یک دور'' یا ''دورِ غیبت'' کے بارے میں بتاتی ہیں۔۔یہ بتایا گیا ہے کہ اس دور میں ظلم وجبر انتہائی حد پر ہوگا اور اس وقت خدائی ہدایت کے ساتھ رابطے کے بغیر ایک طویل تاریک دور ہوگا۔کتاب میکاہ میں ہے۔

''اب تم پر رات ہو جائے گی جس میں رویاء نہ دیکھو گے اور تم پر تاریکی چھا



جائے گی اور غیب بینی نہ کر سکو گے اور نبیوں پر آفتاب غروب ہوگا اور ان کے لئے دن اندھیر ہو جائے گا۔تب غیب بین پشیمان اور فال بین شرمندہ ہوں گے۔ بلکہ سب لوگ منہ پر ہاتھ رکھیں گے کیونکہ خدا کی طرف سے کچھ جواب نہ ہوگا۔''

(میکاہ۔باب ۳،آیات ۶،۷)

اس تاریکی کی پیشین گوئی حضرت عیسیٰؑ نے ان الفاظ میں کی تھی۔

''پس یسوع نے ان سے کہا کہ اور تھوڑی دیر تک نور تمہارے درمیان ہے جب تک نور تمہارے ساتھ ہے چلے چلو ایسا نہ ہو کہ تاریکی تمہیں آ پکڑے اور جو تاریکی میں چلتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کدھر جاتا ہے۔''....

(یوحنا کی انجیل۔باب ۱۲،آیت ۳۵)

کتاب یرمیاہ میں ہے۔

''سنو اور کان لگاؤ گھمنڈ نہ کرو کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے خداوند کی تمجید کرو اس سے پہلے کہ وہ تاریکی لائے اور تمہارے پاؤں گھپ اندھیرے میں ٹھوکر کھائیں اور جب تم روشنی کا انتظار کرو تو وہ اسے موت کے سایہ سے بدل ڈالے اور اسے سخت تاریکی بنا دے۔'' ........ (یرمیاہ۔باب ۱۳،آیات ۱۵،۱۶)

قرآن پاک میں اس حقیقت کو زیادہ روشن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ.....''یا اس (کفر اختیار کرنے والے) کی مثال ایسی ہے جس طرح گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں۔جس موج بالائے موج ہو اور اس پر بادل چھایا ہوا ہو۔گویا ظلمتوں پر ظلمتیں مسلط ہوں کہ جب وہ اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اسے دیکھ نہ پائے اور جس کے لئے اللہ تعالی کوئی نور قرار نہ دے اس کے لئے کوئی نور ہے ہی

نہیں۔" .................... (سورہ النور، آیت ۴۰)

سورہ البقرہ کی آیت دیکھئے

ترجمہ....."ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس کا ماحول روشن ہوگیا تو اللہ نے ان کا نور لے لیا اور ان کو تاریکیوں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔"

قرآن مجید کی یہ دونوں آیات ایک ایسے دور کا اشارہ کرتی ہیں جب ہدایت کی روشنی لوگوں سے چھپ جائے گی۔اس زمانے میں ساری نسلِ انسانی کو علم نہیں ہوگا کہ کدھر جانا ہے۔مذکورہ بالا آیات کی تشریح کے دوران ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اسی "تاریک دور" سے متعلق ہیں جسے اصطلاحی طور پر "دورِ غیبت" کہتے ہیں۔

امام حضرت محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے

"ایک طویل تاریک دور کا آنا یقینی ہے۔جس میں حیرانی و پریشانی و بوکھلاہٹ ہوگی۔جس کی وجہ سے بہت سی قومیں گمراہی میں بھٹک جائیں گی۔" (بحار الانوار)

امام حضرت محمد تقی علیہ السلام کا فرمان ہے

"آخری رہنمائے الٰہیہ کے وقت غیبت واقع ہوگی جو کہ صدیوں تک طویل ہوجائے گی۔یعنی "تاریک دور" بہت طویل ہوگا۔لوگ اس طرح نورِ ہدایت کو ڈھونڈیں گے جیسے گمشدہ بھیڑیں اپنے چرواہے کو ڈھونڈتی ہیں۔حتیٰ کہ پھر بھی وہ اسے نہ پاسکیں گے۔"

کتاب حزقی ایل ہمیں بتاتی ہے۔

"ہلاکت آتی ہے اور سلامتی کو ڈھونڈیں گے، پر نہ پائیں گے۔بلا پر بلا آئے



گی اور افواہ پر افواہ ہوگی۔تب وہ نبی سے رویاء (مشاہدہ) کی طلب یا قانونِ شریعت کاہن یا پادری سے اور مصلحت و اجتہاد بزرگوں سے جاتی رہے گی۔".....

(حزقی ایل۔باب ۷، آیات ۲۵،۲۶)

اللہ کے نبی حضرت عاموس علیہ السلام کی کتاب میں بھی اس تاریک دور کی نشان دہی کی گئی ہے۔

"خداوند خدا فرماتا ہے دیکھو وہ دن آتے ہیں کہ میں اس ملک میں قحط ڈالوں گا نہ پانی کی پیاس اور نہ روٹی کا قحط، بلکہ خداوند کا کلام سننے کا قحط ہوگا۔تب لوگ سمندر سے سمندر تک اور شمال سے مشرق تک بھٹکتے پھریں گے اور اس روز حسین کنواریاں اور جوان مرد پیاس سے بےتاب ہوجائیں گے۔"............

(عاموس۔باب ۸ آیات ۱۱۔۱۳)

یہاں پیاس سے مراد ہدایتِ الٰہیہ کی تشنگی ہے جو کہ میسر نہیں ہوگی۔یہی بات قرآن مجید میں بھی کہی گئی ہے۔

ترجمہ....."کہہ دو! کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمہارا (تمام) پانی زمین کی گہرائیوں میں چلا جائے تو کون ایسا ہے جو تمہیں چشمے کا پانی (نکال کر) لا دے۔"

(سورہ الملک۔آیت ۳۰)

آئمہ طاہرین کے مطابق پانی کے غائب ہونے سے حجتِ خدا کا غائب ہونا مراد لیا گیا ہے۔

عہد نامہ قدیم میں جو اس "تاریک دور" کی تفصیلات ملتی ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔

"تب اس وقت میرا قہر ان پر بھڑکے گا اور میں ان کو قطعاً چھوڑ دوں گا اور ان سے اپنا منہ چھپا لوں گا اور وہ نگل لئے جائیں گے، اور بہت سی بلائیں اور مصیبتیں ان پر آئیں گی۔ چنانچہ وہ اس دن کہیں گے کہ کیا ہم پر یہ بلائیں اسی سبب سے نہیں ائیں کہ ہمارا خدا ہمارے درمیان نہیں؟ اس وقت ان سب بدیوں کے سبب سے جو اور معبودوں کی طرف مائل ہو کر انہوں نے کی ہوں گی میں ضرور اپنا منہ چھپا لوں گا۔"

(استثنا۔ باب ۳۱، آیات ۱۷، ۱۸)

احادیث کی ایک بڑی تعداد ظاہر کرتی ہے کہ یہ "تاریک دور" ایک آزمائش اور امتحان ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاک فرزند جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ..... یہ تاریک دور ایک امتحان و آزمائش ہے جس کے ذریعے اللہ نسل انسانی کو آزمائے گا۔"

یہ وضاحت بھی فرمائی کہ کون اس امتحان میں پورا اترے گا۔ سوائے ان مخلص بندوں کے جن کی روحیں ایمان و یقین سے بھری ہوں گی اور وہ لوگ جن سے اللہ تعالیٰ، خاندانِ رسالت سے محبت و مودت کا عہد و پیمان لے چکا ہوگا۔ ایمان ان کے دلوں میں پختہ کر دیا گیا ہوگا اور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ روحِ خالص سے ان کی مدد کی جائے گی۔"

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ

"کوئی نجات نہیں پائے گا سوائے اس کے جو خدا سے پہلے ہی عہد کر چکا ہے۔ اور ایمان کو اس کے دل میں کندہ کر دیا گیا ہے۔ یا جس کی روح القدس کے ذریعے سے مدد کی گئی ہے۔"



اب سوال یہ ہے کہ ہم کیسے روح القدس کی مدد و نصرت حاصل کر سکتے ہیں۔ تو اسکا جواب حضرت عیسیٰؑ نے ہزاروں سال پہلے دیا تھا۔

"پس میں تم سے کہتا ہوں مانگو تو تمہیں دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ گے تو تمہارے لئے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو مانگتا ہے اسے ملتا ہے۔ جو ڈھونڈتا ہے اسے ملتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے در کھولا جاتا ہے۔"

امام معصومؑ سے احمد بن اسحاق نامی شخص نے سوال کیا کہ تاریک دور میں کون نجات پائے گا۔ تو امام معصوم نے جواب میں فرمایا کہ

"اس دورِ ہلاکت میں وہی نفس بچے گا جس کو اللہ نے خاندانِ نبوت کی محبت (ولا) پر برقرار رہنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے گا اور جو، ان کی حکمرانی کے جلد قیام کی دعا کرے گا۔"

☆☆☆☆☆☆☆

## تاریک دور

وہ تاریک دور کون سا دور ہے۔ کیا آج کا دور ہی تاریک دور ہے؟ اس سوال کا جواب ہے کہ ہاں، آج کا دور ہی تاریک دور ہے۔ نسلِ انسانی کی بڑی تعداد بھٹکی ہوئی ہے۔ ہر مذہب فرقوں میں بٹ گیا ہے۔ مذہب پر عمل کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ یہودیوں میں شائد ہی کوئی ایسا ہو جو حضرت موسیٰؑ کا سچا پیروکار ہو۔ عیسائیوں میں بھی شائد چند ایسے لوگ ہوں جو حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ اور مسلمانوں میں کتنے ہوں گے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر مکمل عمل

کرتے ہوں گے۔

جس دین کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بہت سی تکالیف برداشت کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل نے قربانیاں دیں۔ اس دین کی حقیقی روح میں اس دین پر بہت ہی قلیل تعداد عمل پیرا ہے۔ دنیا میں جس طرف نظر دوڑائیں مذہب کے خلاف ایک کھلی بغاوت ہو رہی ہے۔ مذہب کی تعلیمات کے برعکس عمل کیا جا رہا ہے۔ بداعمالی اور بدکرداری اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ موجودہ دور کے متعلق درج ذیل پیشین گوئیاں سچ ثابت ہو چکی ہیں۔

(۱) دین کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔

(۲) ہر دین لے پیروکار اپنے دین سے منحرف و مرتد ہو جائیں گے۔

(۳) آسمانی ہدایت کی روشنی (نور) اٹھالی جائے گی۔

(۴) انسانیت ہلاکت و گمراہی کے اندھیروں میں اندھوں کی طرح بھٹک جائے گی۔

(۵) کلامِ حق و نبوت معدوم ہو جائے گا۔

(۶) پادری (ملا) اور مذہبی علماء دین کے احکامات سے پیچھے ہٹ جائیں گے۔

(۷) نجومی اور مذہبی اشخاص کو ہر مقام پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۸) مشاہدہ اور نورِ الٰہی کے متلاشی لوگ ختم یا روپوش ہو جائیں گے۔

(۹) حق تعالیٰ دعاؤں اور التجاؤں کا جواب دینا بند کر دے گا۔

(۱۰) خدا اپنا چہرہ (حجت کو) ہم سے چھپا لے گا۔



(۱۱) انبیاء کی طرف سے زیارت اور بزرگان کی طرف سے حصول ہدایت و نصیحت ختم ہو جائے گی۔

(۱۲) اللہ ہمارے کاموں کی وجہ سے ہم سے ناراض ہو جائے گا۔

(۱۳) آبِ حیات کے چشمے مخفی ہو جائیں گے۔

(۱۴) اللہ خود کو انسانوں سے منقطع کر لے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

زمانہ قدیم سے اس تاریک دور کی پیشین گوئیاں کی گئی ہیں۔ انبیاء علیہ السلام نے بتایا کہ تاریک دور بہت طویل ہو گا۔ انبیاء السلام نے تاریک دور میں پیش آنے والے خطرات کے بارے میں بھی بتایا۔ اور ساتھ میں یہ بھی ہدایت کی کہ ہمیں اپنے کردار کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس دور میں وہی ہدایت پائیں گے جن کے کردار اچھے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔

"آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں ہرگز نہیں ٹلیں گی۔ لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے، لیکن جیسا نوح کے دنوں میں ہوا، ویسا ہی ابنِ آدم کے آنے کے وقت ہو گا کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور شادی بیاہ کرتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی میں داخل ہوا، اور جب طوفان آکر ان سب کو بہا نہ لے گیا ان کو خبر نہ ہوئی۔ اسی طرح ابنِ آدم کا آنا ہو گا۔"..........(متی کی انجیل۔ باب ۲۴، آیات ۳۵۔۳۹)

کتب غیبت میں تیس سے زیادہ احادیث اس بارے میں موجود ہیں جن میں

یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ آخری دور بالکل حضرت نوحؑ کے دور جیسا ہوگا۔تاریک دور بہت طویل عرصے تک جاری رہے گا لوگ دنیاوی معاملات میں اس حد تک مگن ہوں گے کہ وہ دین سے بالکل بے پرواہ ہو چکے ہوں گے تب اچانک ایک نورِ مقدس ظاہر ہو جائے گا۔

قرآن پاک میں ہے کہ۔

ترجمہ....''وہ آپ سے (مقرر کردہ) ساعت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے۔وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔وہ گھڑی آسمانوں اور زمین پر بہت گراں ہوگی۔ اور وہ اچانک تم پر آپڑے گی۔وہ تجھ سے یوں سوال کرتے ہیں جیسے تم ہی اس کے راز دار ہو۔کہہ دو کہ ماسوائے اس کے نہیں ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔''.... (سورہ الاعراف آیت ۱۸۷)

متی کی انجیل میں ہے۔

''پس جاگتے رہو کیونکہ نہ تم اس دن کو جانتے ہو نہ اس گھڑی کو، جب ابنِ آدم نے آنا ہے۔''

قرآن مجید میں بھی آٹھ مقامات پر فرمایا گیا ہے کہ کسی کو بھی یوم مقررہ و معینہ سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔یہ دن اچانک آئے گا اور پھر ہمارے پاس خود کو درست کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆
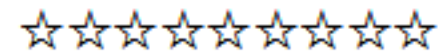


## انتظار

انبیاء کرام نے بار بار''تاریک دور'' کا تذکرہ کیا اور انسانوں کو ہدایت کی وہ خود کو حق کے راستے پر رکھیں۔حق کے راستے پر قائم رہنے کے لئے انہوں نے بہت سے اصول بتائے۔ان اصولوں میں سب سے زیادہ زور جس بات پر دیا گیا ہے وہ اللہ سے دعا و مناجات اور انتظار ہے۔تمام انبیاء نے خود بھی انتظار کیا اور اپنے افعال و کردار سے خود کو منتظر ثابت کیا۔ورانہوں نے اپنے امتیوں سے بھی ایسا ہی کرنے کو کہا۔انبیاء علیہ السلام نے انتظار کی فضیلت اور سربلندی کے بارے میں بھی بتایا۔

''اس لئے میں خداوند کی راہ دیکھوں گا اور اپنے نجات دینے والے خدا کا انتظار کروں گا۔میرا خدا میری سنے گا۔''.... (میکاہ۔باب ۷۔آیت ۷)

''میری صداقت و حقانیت نزدیک ہے میری نجات ظاہر ہے میرے بازو لوگوں پر حکمرانی کریں گے جزیرے میرا انتظار کریں گے،اور میرے بازو پر ان کا توکل ہوگا۔''.......... (یسعیاہ۔باب ۵۱،آیت ۵)

''دیکھو وہ میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں،میرا منتخب کردہ جس سے میرا دل خوش ہے،میں نے اپنی روح اس پر ڈالی۔وہ (ساری) قوموں میں حق کی عدالت و حکمرانی قائم کرے گا،وہ ناکام نہیں ہوگا نہ ہمت ہارے گا،جب تک عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے۔جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے۔''

(یسعیاہ۔باب ۴۲،آیت ۱۔۴)

''اور پھر بھی خداوند تم پر مہربانی کرنے کے لئے انتظار کرے گا اور تم پر رحم

کرنے کے لئے بلند ہوگا خداوند عادل خدا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس کا انتظار کرتے ہیں۔"................ (یسعیاہ۔ باب ۳۰، آیت ۱۸)

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا

وارتقبوا انی معکم رقیب ☆ (سورہ ھود۔ آیت ۹۳)

ترجمہ....."(اے میری قوم) اور انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

قل فانتظرو وانی معکم من المنتظرین ☆

(سورہ یونس۔ آیت ۱۰۲)

ترجمہ....."کہہ دے انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔"

قرآن پاک میں چوبیس آیات ہیں جو انتظار کا حکم رکھتی ہیں۔ انتظار کا یہ حکم صرف مومنین کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ ظالموں، کافروں اور بدکرداروں کو بھی انتظار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کیونکہ جب آخری آسمانی رہنما اپنی حکمرانی قائم کرلیں گے تو ظالموں اور مظلوموں کے درمیان فیصلہ کریں گے۔ اس دن تمام قوموں کو جمع کیا جائے گا۔ سب انبیاء علیہ السلام بھی موجود ہوں گے۔ ظالموں کو سزا دی جائے گی اور تمام مظلوموں کا انتقام لیا جائے گا۔

اسی لئے سب کو ان دن کے انتظار کا حکم دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



## انتظار کی فضیلت

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

"میری امت کے اعمال میں سے افضل ترین عمل حکومت الٰہیہ کے قیام کا انتظار و امید رکھنا ہے جو کہ خوشحالی لائے گا۔"

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

"حکومت الٰہیہ کے قیام کا انتظار کرو اور رحمت الٰہیہ سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ خدا کے نزدیک تمام اعمال میں سے محبوب ترین عمل حکومت الٰہیہ کے قیام کا انتظار کرنا ہے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوخالد کابلی سے فرمایا۔

"تاریک دور کے وہ لوگ جو آخری "حجت" پر ایمان رکھیں گے اور ان کی آمد کا انتظار کریں گے۔ وہ سارے زمانے کے لوگوں سے افضل ہوں گے۔"

اس موضوع پر بہت سی احادیث موجود ہیں۔ قرآن پاک میں چودہ آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو یوم مقررہ پر ایمان نہیں رکھتے یا اس کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دن جس میں آخری حجت نے تشریف لانا ہے وہ اتنا ہی اہم ہوگا جیسے یہ خود اللہ کی آمد کا دن ہو۔ اس حجت سے منسوب سارے معاملات کی اللہ کے ساتھ خصوصی نسبت ہوگی۔ یعنی

ان کی حکومت ہی اللہ کی حکومت ہوگی

ان کا عدل ہی عدل خداوندی ہوگا

ان سے ملاقات کرنا ہی خدا سے ملاقات کرنا ہوگا

ان کے ساتھ رکھا جانے والا رویہ بالواسطہ طور پر اللہ تعالٰی کے ساتھ رکھا جانے والا رویہ ہوگا۔

ان کی نصرت کرنا اللہ کی نصرت کرنا ہوگا

ان کی ہمراہی میں جہاد کرنا اللہ کی ہمراہی میں جہاد کرنے کے مترادف ہوگا۔

وہ خدا کا ایک نمائندہ ہوں گے جو خدا کی تمام صفات کا پرتو رکھتے ہوں گے۔

وہ خدا کے نائب ہوں گے اور اس حیثیت میں وہ گذشتگان اور موجودگان کو باز پرس کے لئے جمع کریں گے اور عادلانہ فیصلے کریں گے۔

وہ انبیاء سے اللہ کی طرف سے کئے گئے تمام وعدے پورے کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی آمد کو خدا کا دن کہا گیا ہے۔

قرآن پاک میں اس دن کی بہت سی خوبیوں کا ذکر کیا گیا ہے

''اکٹھے کئے جانے کا دن جس میں کوئی شبہ نہیں''....سورہ الشوریٰ، ۷

''وہ دن جو ایک سخت گرفت کا دن ہوگا۔''........سورہ الدخان، ۱۶

''خدا کے دیدار کا دن۔''............... سورہ التوبہ، ۱۵

''گواہی کا دن۔''.................... سورہ التوبہ،

''غبن اگلوانے کا دن''.................. سورہ تغابن

''وہ دن جب فرشتے اور ارواح صف بہ صف کھڑے ہوں گے۔'' سورہ النباء

یہی وہ دن ہے جسے خدا کا دن کہا گیا ہے اس دن جو ہستی عدل کی کرسی پر ہوگی وہ خدا کی نائب اور اس کے جملہ اختیارات کی حامل ہوگی اور اسی ہستی کی زیارت خدا



کی زیارت ہوگی۔

اس سلسلے میں قرآن مجید میں ہے

ترجمہ.......''تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات پر ایمان لے آئیں۔''

(سورہ الانعام، آیت ۱۵۴)

ترجمہ...''وہ آیات کو تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ تمہیں اپنے رب سے ملاقات کا یقین ہو جائے۔''........ (سورہ الرعد، آیت ۲)

ترجمہ......''بیشک انہی لوگوں نے خسارہ اٹھایا جنہوں نے اللہ سے ملاقات کی تکذیب کی۔''.............. (سورہ الانعام، آیت ۳۱)

ترجمہ....''اور بیشک لوگوں کی اکثریت اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہے۔''

(سورہ الروم، آیت ۸)

قرآن پاک میں تیس آیات مبارکہ ہیں جن میں اللہ تعالٰی سے ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ حقیقت مطلقہ کو نہ تو دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس سے ملاقات کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا ان آیات میں ملاقات سے مراد نائب سے ملاقات ہے۔ تمام الہامی کتابوں میں یہی کہا گیا ہے۔

''رب خداوند نے کلام کیا اور مشرق سے مغرب تک دنیا کو بلایا صیہون سے حسن کامل یعنی خدا تعالٰی جلوہ گر ہوا ہے ہمارا خدا آئے گا اور خاموش نہیں رہے گا۔''

(زبور۔ باب ۵۰۔ آیات ۱۔۳)

اللہ تعالٰی تو کہیں آنے جانے سے بہت ارفع ہے۔ کیونکہ اس کو ضرورت ہی نہیں تو پھر یہ کون ہے جو آئے گا۔ قرآن پاک میں ہے

**وجاء ربک والملک صفا صفا** ☆ (سورہ الفجر، آیت ۲۲)

''اور تیرا رب اور فرشتے صف بہ صف آئیں گے۔''

اسی طرح تمام الہامی کتب میں خدا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے اور اس سے مراد وہی نورِ ہدایت یا آخری حجت ہیں جنہوں نے خدا کے نائب کے طور پر آنا ہے۔ آسمانی حکومت کے قیام کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ اور اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ کتاب اکمال الدین میں ایک حدیث مبارکہ ہے۔

''جو کوئی حکومتِ الٰہیہ کے قیام کا انتظار کرتے ہوئے مرجاتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جو حجت زماں عجل اللہ فرجہ کے خیمہ میں ہو۔ بلکہ یہ زیادہ صحیح ہے کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو۔''

دیگر بہت سی احادیث میں ایک منتظر کے دین وایمان کو جہاد کرنے والے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

(۱) انتظار کرنے والا شخص ایسے ہے جیسے کوئی زخمی حالت میں اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو۔

(۲) انتظار کرنے والا اس شہید کی مانند ہے جو سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اپنے خون میں لت پت پڑا ہو۔

(۳) انتظار کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو حجت دوراں عجل اللہ فرجہ کی آنکھوں کے سامنے ایک سخت جہاد کرنے کے بعد زمین پر گر گیا ہو۔ اور اپنے امامؑ کے



خیمہ کے اندر اپنی آخری سانسیں لے رہا ہو،

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## ہندو مذہب میں امام مہدی عجل اللہ فرجہ کا تصور

ہندو مذہب کی کتاب وید، جسے کہ وہ آسمانی کتاب سمجھتے ہیں۔ اس میں ہے

''دنیا کی خرابی وبربادی کے بعد آخری زمانہ میں ایک بادشاہ پیدا ہوگا جو خلائق کا پیشوا ہوگا۔ اور اس کا نام منصور ہوگا۔ وہ ساری دنیا کو اپنے دین کا پابند بنائے گا۔ مومن اور کافر کے درمیان امتیاز قائم کرے گا اور جو خدا سے چاہے گا، ملے گا۔''

(محدث نوری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''نجم الثاقب'' میں تحریر کیا ہے کہ ذخیرہ اور تذکرہ میں یہ بات مذکور ہے کہ براہموں کی کتاب وید میں حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کا نام ''منصور'' درج ہے۔ اور اس کتاب کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ یہ آسمانی کتاب ہے۔ شیخ فرات بن ابراہیم کوفی اپنی تفسیر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کریمہ

**ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا**

کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس سے امام حسین علیہ السلام مراد ہیں اور وہ مظلوم قتل کئے گئے ہیں۔ اور اس آیت

**فلا یسرف فی القتلِ انہ کان منصورا**

کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام مہدیؑ کا نام ''منصور'' لکھا ہے۔ جس طرح سیدالانبیاء کو احمد، محمد، محمود کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جس طرح

حضرت عیسیٰ ؑ کو مسیح بھی کہا جاتا ہے۔اس آیت میں امام ؑ کو منصور کہا گیا ہے۔زیارت عاشورہ میں بھی آپ کو امام منصور کے نام سے پکارا گیا ہے۔اور دعائے ندبی میں بھی یہ جملہ ملتا ہے

این المنصور علیٰ منِ اعتدیٰ علیه)

☆☆☆☆☆☆☆☆

## زردشت میں امام مہدی ؑ کا تصور

زرودشت کے شاگرد ''جاماسب'' کی کتاب میں لکھا ہے کہ

''نازیوں کی سرزمین سے ہاشم کے فرزندوں میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا سر بڑا ہوگا۔بدن بڑا ہوگا۔اور پنڈلیاں بڑی ہوں گی۔اپنے جد کے دین پر قائم ہوگا۔ایک بڑی فوج کے ساتھ ایران کا رخ کرے گا اور اس کو آباد کرے گا۔زمین کو عدل وانصاف سے بھرے گا۔اور یہ اس کے عدل وانصاف کا اثر ہوگا کہ بھیڑیا اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے۔''

زردشتیوں کی مذہبی کتاب ''زند'' میں یہ تذکرہ ہے۔

''اس وقت یزدان کی طرف سے بڑی کامیابی نصیب ہوگی۔اور اہرمنوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔اہرمنوں کا سارا اقتدار زمین پر ہے۔آسمان تک ان کی رسائی نہیں ہے۔یزدان کی کامیابی اور اہرمنوں کی مکمل شکست کے بعد یہ دنیا اپنی اصلی سعادت کو حاصل کرلے گی۔اور فرزند آدم خوش بختی کے تخت پر جلوہ افروز ہوگا۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆



## ہادی کائنات کے بارے میں مخصوص احادیث

جس طرح دنیا کے تمام مذاہب میں اور تمام الہامی کتابوں میں حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کا ذکر موجود ہے۔اسی طرح مسلمانوں کے تمام فرقوں میں مسئلہ مہدویت موجود ہے۔اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کی کتب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بہت سی احادیث ملتی ہیں۔ہم چند احادیث نقل کررہے ہیں۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''اگر اس دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا خدا ہم میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔............ (مسند احمد بن حنبل،جلد ا صفحہ ۹۹)

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے اہلِ بیت کا ایک مرد امور کو اپنے ہاتھوں میں نہ لے لے۔اور اس کا نام میرا نام ہے۔''

(مسند احمد بن حنبل۔جلد ا،صفحہ ۳۷۶)

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

''یقیناً میرے بعد علی اس امت کے امام ہیں۔اور قائم منتظر ان کی نسل سے ہیں۔جس وقت وہ ظاہر ہوں گے۔دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ،یقیناً وہ افراد جو اس کی غیبت میں ثابت قدم رہیں گے وہ اکسیر کی طرح نایاب

ہیں۔"

اس وقت حضرت جابرؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا آپ کے فرزند قائم کے لئے غیبت بھی ہے۔"؟

فرمایا..."ہاں۔میرے پروردگار کی قسم۔مومنوں کا امتحان ہوگا۔وہ خالص قرار دیئے جائیں گے۔اور کفار ہلاک ہوں گے۔اے جابر! یہ اللہ کے امور میں سے ایک امر اور رازوں میں ایک راز ہے۔جس کو اس نے اپنے بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔اس میں شک کرنے سے پرہیز کرو۔کیونکہ خداوند بزرگ و برتر کے امور میں شک کرنا کفر ہے۔"........ (ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۴، آٹھواں ایڈیشن)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ

"رسولِ خدا حضرت مہدیؑ کو یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے ہاں وہ حق ہے اور فرزندان فاطمہؑ میں ہے۔".....(مستدرک علی الصحیحین۔جلد ۴ صفحہ ۵۵۷)

حضرت سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔دیکھا کہ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے زانو پر حسین بن علی کو بٹھائے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں اور لبوں کا بوسہ لے رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں تم سردار ہو، سردار کے فرزند ہو، سردار کے بھائی ہو۔تم امام ہو، امام کے فرزند ہو اور امام کے بھائی ہو۔تم حجت خدا ہو، حجت خدا کے فرزند ہو۔حجت خدا کے بھائی ہو اور تم تو حجت خدا کے پدر ہو کہ جن میں نواں ان کا قائم ہے۔"........ (ینابیع المودۃ۔صفحہ ۴۹۲)



رسول اللہ نے فرمایا۔

"میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں۔وہ میری امت میں اس وقت مبعوث ہوں گے جب امت اختلاف اور لغزشوں کا شکار ہوگی۔پس وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔اہلِ آسمان اور اہلِ زمین ان سے راضی وخوش ہوں گے۔"...... (مسند احمد بن حنبل صفحہ ۴۴۸)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"قائم میری اولاد سے ہے اس کا نام میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت ہے۔اس کے شمائل میرے شمائل، اس کی سنت اور روش میری سنت اور روش ہے۔وہ لوگوں کو میری شریعت اور دین پر آمادہ کرے گا اور میرے پروردگار کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلائے گا۔جو شخص اس کی اطاعت کرے گا اس نے میری اطاعت کی جو اس کی مخالفت کرے گا۔اس نے میری مخالفت کی۔اور جس نے اس کی غیبت کا انکار کیا۔اس نے میرا انکار کیا۔"....... (اعلام الوریٰ، صفحہ ۴۲۵)

## فرامین آئمہِ معصومین علیہ السلام

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

"جو متقی و پرہیز گار نہیں ہے وہ دیندار نہیں ہے۔یقیناً اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ باعزت ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے۔میری نسل کا چوتھا فرزند ایک محترم کنیز خدا کا فرزند ہے کہ خدا اس کے ذریعے زمین کو ہر طرح کے ظلم وجور سے پاک کرے گا۔وہ وہی ہے جس کی ولادت میں لوگ شک کریں گے۔اس

کے لئے غیبت ہے جس وقت وہ ظاہر ہوگا زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی۔وہ لوگوں کے درمیان انصاف کا ترازو نصب کرے گا اور وہ کسی ایک پر بھی ستم نہیں کرے گا۔........ (ینابیع المودۃ، صفحہ ۴۴۸)

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

''خدا ایسا گروہ لائے گا جو خدا کو دوست رکھے گا۔اور خدا بھی اسے دوست رکھے گا۔اور الٰہی سلطنت کو وہ حاصل کرے گا۔جو ان کے درمیان پوشیدہ ہے وہی مہدی ہے....زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔اور اس کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔وہ بچپنے میں ہی اپنے ماں باپ سے دور ہو جائے گا۔مسلمانوں کے شہروں کو امن وامان سے فتح کرے گا۔زمانہ اس کے لئے ہموار اور صاف ہو جائے گا۔اس کی بات سنی جائے گی۔بوڑھے اور جوان اس کی اطاعت کریں گے۔اس کی امامت منزل کمال کو پہنچے گی اور اس کی خلافت مستحکم ہوگی خدا ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں سو رہے ہیں۔اور وہ اس حالت میں صبح کریں گے کہ اپنی قبروں میں نہ ہوں گے۔حضرت مہدیؑ کے وجود سے زمین سرسبز وشاداب ہو جائے گی۔نہریں جاری ہوں گی۔فتنہ گری اور قتل وغارت گری کا خاتمہ ہوگا۔خیر وبرکت میں اضافہ ہوگا۔اور اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔میرا سلام ہو ان شب وروز پر۔''

(ینابیع المودۃ، صفحہ ۳۶۷)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

''لوگ اپنے امامؑ کو نہیں پائیں گے۔مگر وہ حج میں تشریف لائیں گے اور لوگوں کو دیکھیں گے۔لیکن لوگ ان کو نہیں دیکھیں گے۔....(اصول کافی)



حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔

''اگر تم تک یہ خبر پہنچے کہ صاحب الامر (امام وقت) غائب ہو گئے ہیں تو ان کی غیبت کا انکار نہ کرنا۔''...... (اصول کافی جلد ا صفحہ ۳۳۸)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔

''میرے قائم میں پیغمبرانِ خدا کی شباہتیں پائی جاتی ہیں۔ایک شباہت حضرت نوحؑ سے،ایک شباہت حضرت ابراہیمؑ سے،ایک شباہت حضرت موسیٰؑ سے،ایک شباہت حضرت عیسیٰؑ سے۔ایک شباہت حضرت ایوبؑ سے اور ایک شباہت محمد مصطفیٰؐ سے۔جناب نوحؑ سے طول عمری میں،جناب ابراہیمؑ سے پوشیدہ ولادت اور لوگوں سے کنارہ گیری میں،جناب موسیٰؑ سے خوف وغیبت میں،جناب عیسیٰؑ سے لوگوں کے خود ان کے بارے میں اختلاف میں،جناب ایوبؑ سے پریشانی اور مصیبت کے بعد آسودگی اور آسائش میں۔اور حضرت محمد مصطفیٰؐ سے باطل کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے میں شبیہ ہیں۔''..... (کمال الدین صفحہ ۳۲۲)

# آخری ہادی عجل اللہ فرجہ

تمام الہامی کتب نے آخری الہامی رہنما کا تذکرہ کیا ہے۔اور بہت ہی کثرت سے کیا ہے۔ہم نے اب تک اس کثیر تذکرے کا قلیل سا مطالعہ کیا ہے۔اب ہم آگے بڑھیں گے اور اللہ کی اس آخری حجت، نائب کے حالات زندگی پر بھی ایک نظر ڈالیں گے۔

## حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیہا

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہا السلام کو معجزے عطا کئے۔اور ان معجزوں کی تعداد اتنی ہوگی کہ ایک انسان تو ان کا شمار کر ہی نہیں سکتا۔اللہ کے بے حساب معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے لئے زوجہ کا انتخاب کیا گیا۔حضرت نرجس سلام اللہ علیہا کا تعلق شاہِ روم سے ہے۔جس کا دارالحکومت بیزانس تھا جو اب استنبول کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیہا کا والد یشوعا قیصرِ روم کا بیٹا تھا۔جس کا سلسلہ نسب حضرت عیسیٰؑ کے ننھیال سے جاملتا ہے۔ان کی والدہ حضرت شمعون علیہ السلام کی نسل سے ہیں، جو کہ حضرت عیسیٰؑ کے وصی تھے۔



## نام مبارکہ

حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیھا کے نو نام کتابوں میں ملتے ہیں۔جو کہ یہ ہیں۔ملیکہ، حکیمہ، سبیکہ، نرجس، سوسن، مریم، ریحانہ، خمطہ، صقیل

(۱) نرجس۔ایک پھول کا نام ہے جسے اردو میں نرگس کہا جاتا ہے۔

(۲) سوسن۔یہ بھی پھول کا نام ہے جو مختلف رنگوں میں ہوتا ہے۔یہ موسمی پھول ہے جو یورپ اور امریکہ میں پایا جاتا ہے۔

(۳) سبیکہ۔خالص سونے کو کہتے ہیں۔

(۴) حکیمہ۔اسکالر خاتون کو کہا جاتا ہے۔آپ نے علم و حکمت کو بیزانس میں ایک عربی استانی سے سیکھا تھا۔جبکہ اسلامی تعلیمات حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی بیٹی حضرت حکیمہ خاتون سلام اللہ علیھا سے حاصل کی تھیں۔

(۵) ملیکہ۔ملکہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(جن کا بیٹا، اللہ کی آخری حجت ہو۔حکومت الٰہیہ کا بادشاہ ہو۔ان کے لئے یہ نام حق رکھتا ہے۔)

(۶) مریم۔حضرت عیسیٰؑ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے اسلام کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بقیۃ اللہ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔

(۷) ریحانہ۔ہر خوشبو والے پودے کو کہا جاتا ہے۔

(۸) خمطہ۔پھلدار درخت کا نام ہے اور ہر تازہ اور خوشبو والی چیز کو کہا جاتا ہے۔

(۹) صقیل۔ہر نورانی چیز کو کہتے ہیں۔شیخ صدوق اور شیخ طوسی کہتے ہیں کہ

جب حضرت امامِ زمانہ مادرِ رحم میں آئے تو حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیہا کو یہ نام دیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

## دو خاندانوں کا ملاپ

حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیہا روم کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں تو پھر وہ خاندان نبوت تک کیسے پہنچیں۔ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ان کا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے خاندان تک پہنچنا ایک معجزہ ہے۔اور اس معجزے کو علما کرام نے تفصیل کے ساتھ کتابوں میں لکھا ہے۔شیخ صدوق نے کمال الدین میں، شیخ طوسی نے غیبت میں طبری نے دلائل الامانۃ میں، ابنِ شہر آشوب نے مناقب میں، لیلٰی نے منتخب میں، ابن فتال نیشاپوری نے روضہ میں، شیخ حر عاملی نے اثبات الھداۃ میں، سید ہاشم بحرانی نے حلیۃ الابرار میں اور علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں نقل کیا ہے۔ہم یہاں مختصراً نقل کر رہے ہیں۔

## بشر بن سلیمان نخاس

بشر کا تعلق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی حضرت ایوب انصاریؓ کی نسل سے ہے۔بشر حضرت علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابیوں میں سے تھے۔پیشہ کے لحاظ سے بشر بن سلیمان غلاموں اور کنیزوں کی خرید و فروخت کا کام کیا کرتے تھے۔

بشر بن سلیمان ایک رات اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی



۔دیکھا تو دروازے پر امام علیہ السلام کا خادم کافور آیا ہے۔اور کہتا ہے کہ فوراً چلو حضرت امام علیہ السلام نے بلایا ہے۔بشر بن سلیمان فوراً تیار ہو کر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے۔دیکھا کہ امام ہادی علیہ السلام اپنے فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے محو گفتگو ہیں۔بشر بن سلیمان کو دیکھ کر امامؑ نے فرمایا۔

”اے بشر!تم انصار کی نسل سے ہو۔ہماری محبت ہمیشہ سے تمہارے دلوں میں رہتی ہے۔تمہاری ہر نسل نے ہماری محبت کو حاصل کیا۔اب میں چاہتا ہوں کہ ایک راز تم پر آشکار کروں اور تمہیں ایک اہم کام کی ذمہ داری سونپوں۔یہ کام تمہارے لئے باعثِ فضیلت ہوگا۔“

اس کے بعد امام علیہ السلام نے رومی زبان میں ایک خط لکھا اور اپنی مہر مبارک لگا کر بشر کو دیا اور اس کے ساتھ ایک بٹوا بھی دیا۔جس میں دو سو بیس درہم تھے۔یہ دونوں چیزیں بشر کو تھمانے کے بعد امامؑ نے فرمایا۔

”دونوں چیزیں لیکر بغداد کی جانب روانہ ہو جاؤ۔فلاں دن ظہر سے پہلے فرات کے کنارے میں پہنچ جاؤ۔جب غلاموں اور کنیزوں کی کشتیاں وہاں پہنچیں۔اس جگہ بہت سے لوگ خریداری کی غرض سے آئے ہوئے ہوں گے۔کچھ لوگ عباسی عہدے داروں کی طرف سے ہوں گے جبکہ تھوڑے بہت جوانان عرب بھی دکھائی دیں گے۔تم دور سے دیکھتے رہنا۔ایک کنیز و غلام بیچنے والا جس کا نام عمر و بن یزید ہوگا۔اس کے پاس جانا۔تم دیکھو گے کہ اس کے پاس ایک کنیز ہوگی جس نے رنگین ریشمی کپڑے بوسیدہ پہنے ہوئے ہوں گے۔اور جب کوئی اس کی بولی لگائے گا تو وہ کسی کے لئے بھی اپنا نقاب نہیں اٹھائے گی۔

اسی دوران خریداروں میں سے ایک سیاہ شخص آگے بڑھ کر تین سو دینار میں اس کنیز کو خریدنا چاہے گا۔لیکن وہ کنیز اس شخص کی غلامی میں جانے سے انکار کر دے گی ۔اور کہے گی کہ

''اگر مجھے کوئی رئیس زادہ بھی آ کر کیوں نہ خریدنا چاہے تو مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔تم اپنا پیسہ ضائع مت کرو۔::

اس موقع پر تم اٹھ کر عمرو بن یزید سے کہنا کہ میرے پاس اشراف عرب میں سے ایک کا خط ہے جو رومی زبان میں لکھا ہوا ہے۔یہ اس کنیز کو دے دو۔اگر یہ راضی ہو جائے تو مجھے اپنے موکل کی طرف سے اجازت ہے کہ ان کے لئے کنیز خریدلوں۔

اور پھر ایسا ہی ہوا۔کنیز نے خط لے کر پڑھا اور عمرو بن یزید سے کہا کہ مجھے اس خط لکھنے والے کے لئے بیچو ورنہ میں اپنے آپ کو ہلاک کرلوں گی۔اس موقع پر بشر اور عمرو بن یزید میں بات چیت ہوئی اور یہ سودا دو سو بیس میں طے ہوا۔

پھر بشر بن سلیمان کنیز کو لیکر گھر آیا تو دیکھا کہ وہ خط کو ہاتھ میں لے کر چومتی جا رہی ہے۔بشر بن سلیمان نے حیرت سے سوال کیا کہ تم ایسے خط کو چوم رہی ہو۔جس کے لکھنے والے کو جانتی تک نہیں ہو۔جس پر اس خاتون نے جواب دیا۔

''غور سے سنو۔میں ملیکہ بنت یشوعا بن قیصرِ روم ہوں۔میری ماں کا نسب اللہ کے نبی حضرت شمعونؑ سے ملتا ہے۔جو حضرت عیسیٰؑ کے وصی تھے۔اب میں تمہیں بہت حیرت انگیز واقعہ سنانے جارہی ہوں۔''



## حضرت نرجس سلام اللہ علیہا کی کہانی ان کی زبانی

''جب میری عمر تیرہ سال ہوئی تو میرے دادا قیصر روم نے اپنے خاندان میں ہی میری شادی کا فیصلہ کیا۔محفل منعقد کی گئی۔تین سو راہب اور سات سو پادری وہاں موجود تھے۔نیز ہزار فوجی، سردار، شرفا اور معززین بھی اس محفل میں شریک تھے۔تخت و تاج کو جواہرات سے سجایا گیا تھا۔جیسے ہی میرے دادا کا بھتیجا جس سے میری شادی ہونے تھی۔تخت پر بیٹھا اور صلیب کو اس کے گرد گھمایا جانے لگا تو سب لوگ تعظیم میں کھڑے ہوگئے اور انجیل کے صفحات کو کھولا گیا۔

جیسے ہی شادی کی رسمیں شروع ہونے لگیں ساری صلیبیں الٹ کر گر گئیں۔تخت و تاج لرزنے لگے اور وہ نوجوان جس سے میری شادی ہو رہی تھی بیہوش ہو کر گر پڑا۔سب کے چہروں کا رنگ اڑ گیا۔راہبوں کے سردار نے میرے دادا سے کہا ۔ اس نحوست والے عمل کو چھوڑ دو جس کی وجہ سے مسیحیت نابود ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ میرے دادا قیصرِ روم نے کہا کہ صلیبوں کو اپنی جگہ پر نصب کردو۔ساری چیزوں کو ان کی جگہ پر واپس رکھو۔پھر اپنے دوسرے بھتیجے کو بلایا تاکہ اس سے میری شادی کر دی جائے۔لیکن دوسری بار بھی ویسا ہی ہوا۔سب کچھ درہم برہم ہوگیا۔اور میرے دادا افسردہ ہو کر اپنے حرم سرا میں چلے گئے۔

## پہلا خواب

اسی رات میں نے ایک خواب دیکھا جس نے مجھے بدل کر رکھ دیا۔میں نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت شمعونؑ اور حواریوں کے ایک گروہ کے ساتھ میرے

دادا کی محفل میں جمع ہیں۔اور نور سے بنا ہوا ایک منبر عین اس جگہ پر نصب ہے کہ جہاں میرے دادا کا تخت ہوتا ہے۔اسی وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے وصی اور داماد حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کے کچھ لوگ تشریف لائے ہیں۔حضرت عیسیٰؑ نے نہایت تعظیم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا استقبال کیا۔اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا۔میں تمہارے وصی شمعون کی بیٹی ملیکہ کا رشتہ اپنے بیٹے ابو محمد کے لئے مانگنے آیا ہوں۔

حضرت عیسیٰؑ نے حضرت شمعونؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے شمعونؑ تمہاری قسمت جاگ اٹھی ہے شرافت اور فضیلت تمہیں نصیب ہو رہی ہے اپنے خاندان کا رشتہ محبوبِ خدا کے خاندان سے جوڑ لو۔

حضرت شمعونؑ نے جواب دیا۔اطاعت ہوگی۔اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور خطبہ نکاح پڑھ کر میرا ابو محمد سے عقد کر دیا۔حضرت عیسیٰؑ، ان کے حواری اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاندان کے افراد ہمارے نکاح کے گواہ ہیں۔

جب اس خواب سے میری آنکھ کھلی تو میں ڈر گئی کہ اگر اس خواب کو اپنے دادا کو سنایا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔لہذا اس خواب کو اپنے سینے میں رکھا۔لیکن اس خواب نے مجھے اتنا بدل دیا کہ میں ہر وقت ابو محمد کے بارے میں سوچتی رہتی تھی۔اور کھانے پینے کی طرف سے توجہ بالکل ہٹ گئی۔جس کی وجہ سے میں بیمار ہوگئی۔

پوری سلطنت میں کوئی ایسا طبیب نہ تھا جس نے میرا علاج نہ کیا ہو۔مگر سب بے فائدہ رہا۔میرے دادا نے مایوس ہو کر مجھ سے کہا۔میری بیٹی ! کیا تمہارے دل



میں کوئی خواہش ہے کہ جو اس دنیا میں تمہارے لئے پوری کروں۔؟

میں نے جواب دیا۔دادا جان !اگر آپ حکم کریں کہ جتنے بھی مسلمان آپ کی قید میں ہیں انہیں آزاد کر دیا جائے تو مجھے امید ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا میرے لئے سلامتی اور رحمت کے دروازے کھول دیں۔

میرے دادا نے میری خواہش پوری کر دی۔اب میں کوشش میں لگی رہتی کہ خوش رہوں اور کھاؤں پیوں۔جس سے میری صحت بہتر ہوگئی۔

## دوسرا خواب

پہلے خواب کے کچھ دن بعد میں نے ایک اور خواب دیکھا۔کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحب زادی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا تشریف لائی ہیں۔حضرت مریم سلام اللہ علیہا بھی ان کے ہمراہ ہیں۔ایک ہزار کنیزیں بھی ان کے ہمراہ ہیں۔حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔یہ خاتونِ جنت ہیں اور تمہارے شوہر ابو محمد کی والدہ ہیں۔جب میں نے یہ سنا تو میں خاتونِ جنت کے دامن میں سر رکھ کر رونے لگی۔اور ابو محمدؑ کے میرے پاس نہ آنے کا شکوہ کیا۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا جب تک تم کلمہ نہیں پڑھو گی ابو محمدؑ تمہارا دیدار کرنے نہیں آئیں گے۔ یہ میری بہن مریمؑ بنت عمران ہیں جو بارگاہِ الٰہی میں تمہارے دین سے اظہارِ برات اور دوری کرتی ہیں۔اب اگر تم اللہ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی خوشنودی چاہتی ہو اور ابو محمدؑ سے ملنے کی خواہش بھی رکھتی ہو تو بولو

**اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد ارسول اللہ و**

**اشھدان علی ولی اللہ**

جیسے ہی میں نے کلمہ شہادت اپنی زبان پر جاری کیا۔حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا نے مجھے سینے سے لگا کر فرمایا۔

اب ابومحمدؑ کے انتظار میں رہنا جلد ہی تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے گی۔"

نیند سے بیدار ہو کر میں ابومحمدؑ کے دیدار کے لئے لمحے شمار کرتی رہی۔اس کے بعد والی رات کو خواب میں ابومحمدؑ کی زیارت ہوئی اور اس کے بعد سے آج تک ہر رات ان کو خواب میں دیکھتی ہوں۔

## حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیھا کی اسیری

بشر بن سلیمان نے سوال کیا کہ

"پھر آپ اسیر کیسے ہوئیں۔؟"

حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیھا نے جواب میں فرمایا۔

"ایک رات ابومحمدؑ خواب میں آئے اور انہوں نے فرمایا کہ ابھی کچھ دنوں میں تمہارے دادا مسلمانوں سے جنگ کرنے کی غرض سے ایک لشکر لے کر چلیں گے تم بھی نوکرانیوں کے بھیس میں ان کے ساتھ چل پڑنا۔، میں نے ان کے فرمان کی اطاعت کی اور یہی ہوا کہ مسلمانوں سے جنگ ہوئی اور میں اسیر ہوگئی۔لیکن ابھی تک کسی کو نہیں معلوم کہ میں روم کے بادشاہ کی پوتی ہوں۔"

بشر بن سلیمان نے سوال کیا کہ

"آپ نے یہ فصیح و بلیغ عربی زبان کہاں سے سیکھی۔"؟



تو حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیھا نے جواب میں فرمایا۔

"میرے دادا کو پڑھنے پڑھانے کا بہت شوق ہے۔ان کی خواہش تھی کہ میں مختلف قوموں کی زبان اور ان کے ادب و آداب سیکھوں۔اسی بنا پر انہوں نے میری تعلیم کے لئے ایک خاتون مقرر کی جس نے مجھے عربی سکھائی۔"

یوں حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیھا روم سے سامرا پہنچیں۔

جب حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیھا امام علی نقیؑ کی خدمت میں پہنچیں تو مولاؑ نے ان سے فرمایا۔

"آپ کا انتخاب کیا ہے۔کیا میں آپ کو دس ہزار درہم نذر کروں یا آپ کو ایک خوش خبری دوں۔جو آپ پسند فرمائیں۔"؟

تو بی بی نے عرض کیا۔"مجھے آپ خوش خبری دیں۔وہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں دولت لوں۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا۔"اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے بیٹے کی والدہ بنانے والا ہے جو پوری کائنات کا سردار ہوگا۔"تو بی بی نے عرض کیا۔

"کس سے۔"؟

تو امامؑ نے فرمایا۔"میرے بیٹے، جو آپ کے پاس آتے رہے ہیں۔جن کا رشتہ ہمارے جد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جد سے مانگا۔اور آپ کا نکاح ہوا۔"

بی بی (س) یہ سن کر بہت خوش ہوئیں۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے اپنی ہمشیرہ حکیمہ سلام اللہ علیھا سے فرمایا کہ یہ وہی خاتون ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔آپ انہیں احکام دین اور اسلامی آداب کی

تعلیم دیں۔

پھر ایک ایسا وقت بھی آیا جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی پھوپی اماں سے کہا۔

''پھوپی اماں آج پندرہ شعبان کی رات ہے اور آپ کا رات کا کھانا ہمارے گھر میں ہوگا۔''

جب سیدہ حکیمہ سلام اللہ علیہا تشریف لائیں تو جناب سیدہ نرجس سلام اللہ علیہا آگے بڑھیں اور سلام کیا اور کہا۔

''یا سیدتی...'' اور پھر بیٹھ کر آپ کے جوتے اتارنے لگیں۔ جناب سیدہ بی بی حکیمہ نے فرمایا۔

''نہیں بیٹی۔ ایسا مت کریں۔ اور یہ جملے بھی نہ کہیں۔ سردار تو آپ ہیں آپ اس ہستی کے لئے امین قرار پائی ہیں جس کو اللہ تعالی نے تمام دھرتی کے انسانوں کے لئے امن کا سبب قرار دیا ہے۔ اور جو اللہ کا نائب اور آخری حجت ہے۔''

یہ الفاظ جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے سنے تو پھوپی اماں سے کہا۔

'' احسنت احسنت ...آپ نے بہت اچھے اور بر وقت جملے ادا کئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆



# آخری ہادی عجل اللہ فرجہ کی دنیا میں تشریف آوری

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ میرا آخری وصی اس دنیا کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ وہ ظلم وجبر سے بھری ہوگی۔ اور اس وقت کے حکمران ظالم تھے۔ جابر تھے۔ وہ سب ظالم و جابر حکمران جانتے تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری وصی کے آنے سے ان کی حکومت ختم ہو جائے گی اور ان کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ لہذا ابنو عباس کی کوشش تھی کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری وصی کو اس دنیا میں آنے ہی نہ دیں۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے بنی عباس نے اپنے کئی بچوں کے نام المہدی رکھے۔ پھر جیسے جیسے سرکار زمانہ کی آمد کا وقت ہو رہا تھا ان کی سازشیں بھی آیمہ علیھم السلام کے خلاف بڑھتی گئیں۔

سامرہ، کہ جس کا پہلا نام سرہ من راہ تھا۔ اور جسے بنی عباس نے ہی دجلہ کے کنارے آباد کیا تھا۔۔ یہ بڑا خوبصورت شہر تھا اس لئے اس کا نام سرہ من راہ تھا۔ جس کا مطلب ہے جو بھی اسے دیکھے خوش ہو جائے۔ لیکن ظلم وستم کی وجہ سے یہ شہر ویران ہوا تو اس کا نام ساء من راہ ہو گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ جس نے بھی اسے دیکھا وہ ماہوس ہوا۔

جب حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا دور آیا تو عباسی حکمرانوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو یہاں منتقل کر دیا گیا۔اور پھر آپ کو واپس مدینہ نہیں جانے دیا گیا۔ بنی عباس نے اماموں کی ترتیب کو یاد رکھا ہوا تھا۔اور بنی عباس سے زیادہ بھلا کسے یہ ترتیب یاد ہوگی۔ان کے تو گھر کا مسئلہ تھا۔ان سب کو پتا تھا کہ وہ کون ہیں۔اور انہوں نے کب آنا ہے۔اور وہ کس کے فرزند ہوں گے۔ان کے ہاں ایک دوسرے سے حدیثیں نقل ہوتی چلی آرہی تھیں۔ان کی کوشش تھی کہ یہ سلسلہ یہاں رک جائے۔ حالانکہ وہ جانتے بھی تھے کہ یہ سلسلہ نہیں رکے گا۔فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزاروں بچے مروا دیئے۔عورتوں کے پیٹ تک چاک کرا دیئے۔کہ خدا کی حجت موسیٰؑ نہ آئے۔اور رب رحمان نے یہ فیصلہ دیا کہ میں اپنے موسیٰ کو اے فرعون تیرے ہی گھر میں پرورش کروں گا۔حضرت موسیٰؑ کی آمد کو کوئی نہ روک سکا۔موسیٰؑ نے فرعون کے گھر میں ہی پرورش پائی۔

روایت میں ہے کہ امام مہدی عجل اللہ فرجہ کی بہت سے انبیاء سے شباہت ہے۔ایک شباہت حضرت موسیٰؑ سے ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ کی ولادت مخفی تھی۔اسی طرح حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی ولادت بھی مخفی ہوئی۔

دوسری شباہت حضرت عیسیٰؑ سے ہے۔جس طرح حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تھے اسی طرح امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی ولادت کے آثار بھی ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

بی بی حکیمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ۱۵ شعبان کی رات کو ہم سو گئے۔مجھے کچھ حیرانی بھی تھی۔جسے دیکھ کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔



''پھوپی اماں میرے بیٹے کی ان کی ولادت سے پہلے حمل کے آثار ظاہر نہیں ہوں گے۔بالکل اسی طرح جس طرح حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں تہجد کے لئے اٹھی تو میں نے دیکھا کہ بی بی نرجس خاتون بھی نماز کے لئے بیدار تھیں۔حضرت امام حسن عسکری دوسری طرف مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔انہوں نے فرمایا۔

''پھوپی جان وقت قریب آ گیا ہے......''

بی بی فرماتی ہیں کہ نماز شب کے بعد مجھے تھوڑی سی اونگھ ہی آئی تھی اور جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا پر بھی تھوڑی اونگھ طاری ہوئی۔پھر مجھے محسوس ہوا کہ میرے سید تشریف لے آئے ہیں۔میں نے کیا دیکھا کہ حجت خدا عجل اللہ فرجہ سجدہ میں سر رکھے ہوئے ہیں اور سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد کر رہے ہیں۔میں نے آگے بڑھ کر بچے کو اٹھا لیا۔ادھر امام حسن عسکریؑ نے آواز دے کر فرمایا۔

''پھوپی جان! اس نور خدا کو میرے پاس لے آئیں۔''

میں جب نور خدا کو ان کے پاس لے گئی تو مولا نے اپنے بچے کو اٹھایا۔آپؑ کے سینے پر بچے کے پاؤں لگ رہے تھے۔امام نے اپنی زبان اپنے بیٹے کے منہ میں دی۔اور پھر کلمہ پڑھنے کا کہا۔مولا نے کلمہ پڑھا۔

بی بی سلام علیہا فرماتی ہیں کہ پھر میں اپنے گھر آ گئی۔اگلی صبح میں دوبارہ حجت خدا کا دیدار کرنے کے لئے گئی تو امام حسن علیہ السلام نے فرمایا۔

''جس طرح حضرت موسیٰؑ کی ماں کو حکم ہوا تھا کہ اس کو کسی کے حوالے کر دو

اسی طرح ہم نے بھی اس حجت خدا کو کسی کے حوالے کر دیا ہے۔ اور آپ نے بھی ان کے بارے میں کسی کو نہیں بتانا۔"

حضرت حکیمہ سلام علیہا بھی جانتی تھیں کہ حکمران اس گھرانے کے دشمن ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ اللہ کی آخری حجت اس دنیا میں آئے۔ انہوں نے حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیھا کے لئے جاسوس خواتین مقرر کی ہوئی تھیں۔ کہ کہیں اللہ کی آخری حجت مادر رحم میں آ تو نہیں گئی۔ ان کا ارداہ یہی تھا کہ وہ آنے والے بچے کو اس دنیا میں آنے ہی نہیں دیں گے۔ صرف جاسوس عورتیں ہی انہوں نے مقرر نہیں کی ہوئی تھیں بلکہ انہوں نے تو گھر کا ایک بندہ حضرت امام حسن عسکری کا بھائی جعفر بھی خریدا ہوا تھا۔ جو انہیں رپورٹیں دیتا تھا۔

لہذا چاروں طرف خطراف تھے۔ جس طرح فرعون نے پوری کوشش کی کہ آخری حجت دنیا میں نہ آ سکے۔ لیکن وہ ناکام رہا۔ یہاں بھی بنی عباس ناکام ہوئے۔ اللہ کی آخری حجت دنیا میں تشریف لے آئی۔ لیکن پیدائش کی اگلی صبح اس نور کو کوئی نہیں دیکھ پاتا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔

"جو کچھ سابقہ امتوں میں ہوا ہے اور جو کچھ سابقہ انبیاء میں آپ نے مشاہدہ کیا ہے وہ سب میری امت میں ہوگا۔"

ہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو اللہ تعالٰی نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے میں ایک شرف عطا کیا ہے اور قرآن پاک میں باقاعدہ اس کا اعلان بھی فرمایا ہے کہ اس امت کے گناہگاروں پر عذاب مؤخر کر دیا ہے۔ سابقہ امتوں میں یہ ہوتا تھا



کہ گناہوں پر فوری سزا مل جاتی تھی۔ شکل کے بگڑ جانے سے، عذاب آ جانے سے،

لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کے گناہگاروں کو قیامت کے دن سزا ملے گی۔ ہاں جب حکومت الٰہیہ قائم ہوگی تو اس حکومت کے بادشاہ حضرت قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ ہر ایک کو اس کے کردار کے مطابق سزا و جزا دیں گے۔ آپؑ ہر کیس کا فیصلہ اپنے علم کی روشنی میں کریں گے۔ آپؑ کے ہاں گواہوں کا سلسلہ نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ کی آخری حجت، اللہ کے نائب، اللہ کے نور، اس دنیا میں تشریف لا چکے تھے۔ اب حضرت امام حسن عسکری کے سامنے دو باتیں اہمیت کی حامل تھیں۔ ایک تو یہ کہ اس خبر کو دشمنوں سے مخفی رکھنا ہے اور دوسری یہ اس ولادت باسعادت کو اپنوں میں شہرت بھی دینی ہے۔ تا کہ ہزاروں برس پردہ غیبت میں گزارنے کے باوجود بھی کوئی تردید ولادت نہ کر سکے۔

یہ دونوں ہی باتیں بہت اہم بھی تھیں اور ایک دوسرے کے متضاد بھی۔ لیکن امام حسن عسکری علیہ السلام تو امام تھے لہذا انہوں نے دونوں مسائل کو بڑی خوش اسلوبی سے حل کیا۔ اخفا کا یہ عالم تھا کہ اپنے بھائی جعفر جو کہ اغیار سے ملا ہوا تھا اسے امام حسن عسکریؑ کی شہادت تک پتا نہ چل سکا کہ امام کا کوئی فرزند بھی ہے یا نہیں۔ اور حکومت وقت، جس کی تمام تر توجہ ہی اس بات پر تھی کہ وہ پتا لگائے کہ کہیں امام حسن عسکری علیہ السلام کا کوئی فرزند پیدا تو نہیں ہو گیا۔ سب ناکام رہے۔ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکا۔ امامؑ کی شہادت تک سب خوش تھے کہ امام کا کوئی فرزند نہیں ہے۔ لیکن جب امامؑ کی شہادت ہوئی تو سب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ تفصیلاً ذکر ہم آنے والے صفحات میں

کریں گے۔

یہ تو ایک کام تھا کہ اللہ کی آخری حجت کو دشمنوں سے مخفی رکھنا ہے۔ دوسرا اہم کام یہ تھا کہ اپنے دوستوں کو خوش خبری بھی دینی ہے کہ ان کے آخری ہادی اس دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ اور ان کے دوست پورے کرہ ارض پر پھیلے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے قم میں موجود اپنے وکیل کو خط لکھا۔ آپؑ خط میں فرماتے ہیں۔

"اے احمد بن اسحاق! ذاتِ احدیت نے ہمیں فرزند عطا کیا ہے اور ہم چاہتے تھے کہ یہ خوش خبری آپ تک پہنچائیں تا کہ ہماری مسرت و شادمانی میں آپ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں۔ ہاں یہ خیال رکھنا کہ یہ ایک راز ہے۔ اپنے قابلِ اعتماد رشتے داروں ہم سے محبت رکھنے والوں کو بے شک بتا دیں لیکن دشمنوں تک یہ خبر ہرگز نہ پہنچے۔ (کمال الدین۔ صفحہ ۴۳۴)

حمزہ ابن ابوالفتح، حسن ابن منذر کے پاس پہنچتا ہے اور فرطِ مسرت سے جھوم کر کہتا ہے۔

"مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ خوشخبری ہے۔ خوشخبری ہے۔ کل رات امام حسن عسکریؑ کے ہاں فرزند متولد ہوا ہے اور حکم امام ہے کہ اسے صیغہء راز میں رکھا جائے۔" (کمال الدین۔ صفحہ ۴۳۲)

اسی طرح چند دوسرے افراد ہیں جنھیں اطلاع دی جاتی ہے۔ ان میں سے اولادِ امام حسنؑ میں سے حسن ابن حسینؑ، امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر مولودِ مسعود کی ولادت پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ (غیبت طوسی صفحہ ۱۵۱)



امام حسن عسکریؑ اپنے مقرب ترین صحابی عثمان ابن سعید کو اپنے پاس بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ۱۰۰۰۰ رطل روٹیاں اور ۱۰۰۰۰ رطل گوشت خرید کر بنی ہاشم میں تقسیم کر دو۔

(ایک رطل = 4-1/2 ۔ دس ہزار رطل ۱۰۷ من بنتا ہے)

(کمال الدین صفحہ ۴۳۱)

حضرت امام حسن عسکریؑ نے سامرہ میں موجود تمام محبان اہل بیت کے گھروں میں ذبح شدہ دنبے بھیجے اور بیرون سامرہ والوں کو زندہ دنبے بھیجے اور ساتھ ہی لکھ بھیجا کہ ان دنبوں کو اپنے آقا امام مہدیؑ کے عقیقہ کے عنوان سے ذبح کر کے خود بھی کھالو اور اپنے دیگر مومن بھائیوں کی بھی دعوت کرو۔

(یوم الخلاص صفحہ ۶۶، غیبت طوسی صفحہ ۲۴۸)

ایک اور محبّ جو سامرا سے بار رہتا تھا اسے چار دنبے بھیجے اور ایک خط لکھا کہ یہ چاروں دنبے میرے فرزند مہدیؑ کے عقیقہ کے عنوان سے ذبح کر کے خود بھی کھاؤ اور دیگر جس قدر بھی ہمارے محبّ تمہارے اردگرد رہتے ہیں ان کی بھی دعوت کرو۔"

(کمال الدین صفحہ ۴۳۲)

جب محمد ابن ابراہیم کوفی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو آپؑ نے اسے ان تمام محبان کے نام بتائے جنھیں آپؑ نے امام زمانہؑ کے عقیقہ کے سلسلے میں گوشت یا دنبے بھجوائے تھے۔ (کمال الدین)

ان تمام امور کا مقصد صرف یہ تھا کہ اگر کسی دن محبابِ اہلِ بیت کو گواہوں کی ضرورت پڑ جائے تو انہیں گواہ میسر آ جائیں۔ اور غالباً یہی وجہ تھی کہ آپؑ نے ۱۵

شعبان کی رات کو جناب حکیمہ خاتون سلام اللہ علیہا سے بھی اپنے گھر رہنے کے لئے کہا تھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی اس دنیا میں آنے کے تیسرے دن محبان اہلِ بیت کی ایک قابلِ اعتماد جماعت کے سامنے اپنے فرزند کو پیش بھی کیا تا کہ ان لوگوں کو صرف شنید ہی نہ رہ جائے بلکہ دیدار بھی ہو جائے۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ شکوک شبہات میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ امامؑ نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کو اپنی گود میں بٹھایا اور ان لوگوں سے فرمایا۔

"یہ میرا جانشین اور تمہارا آقا ہے۔ میرے بعد یہی تمہارا سربراہ ہے۔ یہی وہ قائم ہے جس کا انتظار کرتے کرتے آنکھیں تھک جائیں گی۔ مگر اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اس کے ظہور کے بعد زمین عدل انصاف سے بھر جائے گی۔" (کمال الدین، صفحہ ۴۳۱)

# غیبت صغریٰ

غیبت صغریٰ کے دور کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک دور ولادت سے شہادتِ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک کا زمانہ ہے۔ اور شہادتِ امام حسن عسکریؑ سے شہادت کبریٰ کے کے اولین لمحے تک دوسرا دور ہے۔ ہم پہلے اس دور کا ذکر کرتے ہیں جو دور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ نے اپنے والد کے ساتھ گزارا۔



## حضرت امام حسن عسکریؑ کے زیر سایہ سرکارِ امام زمانہ

خاتم الائمہ امام، خاتم الاوصیا وصی بنی عالمین، موعود الرسل عجل اللہ فرجہ اپنے والد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زیرِ سایہ رہنے کا موقع صرف پانچ برس ملا۔ آپ عجل اللہ فرجہ امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں بھی پردہ غیبت میں ہی رہے۔ لیکن امامؑ نے کئی مواقع پر اپنے محبان کو ان کے امام زمانہ کا دیدار کرایا۔ جن خوش نصیب لوگوں نے اللہ کے نور کے دیدار سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کی۔ ان میں سے کچھ کے نام ہم درج کر رہے ہیں۔

احمد ابن اسحاق:۔ یہ قم میں امام کا وکیل تھا۔ ایک مرتبہ خدمت امامؑ میں حاضر ہوا اور فرمائش پر امامؑ نے اسے امامِ زمانہ کی زیارت کا شرف بخشا۔ اس وقت امام زمانہ کی عمر مبارک ابھی تین برس تھی۔

عمرو آہوازی:۔ یہ کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے مجھے اپنے فرزند ارجمند حجت خدا کی زیارت سے فیض یاب کر کے فرمایا۔

"میرے بعد یہ تمہارا امام ہوگا۔"

محمد بن عثمان عمری، محمد ابن ایوب ابن نوح، معاویہ ابن حکیم:۔

یہ تینوں خوش نصیب کہتے ہیں کہ ہم چالیس افراد کا وفد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس حاضر تھا۔ آپؑ نے ہمیں اپنے فرزند کی زیارت سے فیض یاب کیا اور فرمایا۔ "دیکھ لو۔ میرے بعد یہی تمہارا امام اور میرا جانشین ہوگا۔ ہر حکم اسی سے لینا۔ اور دین میں کسی قسم کا اختلاف نہ کرنا ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔"

یہ کہتے ہیں کہ ہم واپس اپنے گھروں کو پہنچے اور چند دن بعد ہم نے سنا کہ امام درجہ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں۔

یعقوب ابن منقوش، ابراہیم ابن محمد ابن فارس نیشاپوری، ابو ہارون، سعد ابن عبدل اللہ قمی، عبداللہ سوری، کامل بن ابراہیم مدنی،

یہ سب وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ان سب کے بیانات کتابوں میں ملتے ہیں۔ ہم ان کے بیانات اور واقعات چھوڑ رہے ہیں کیونکہ ان سے کتاب طویل ہوگی۔ ہم ایک ہستی کا بیان یہاں نقل کر رہے ہیں۔ اور وہ ہستی خاندانِ رسالت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جتنی بار انہیں زیارت نصیب ہوئی اور کسی کو بھی نہیں ہوئی۔ انہیں تو اس وقت بھی امام کا دیدار نصیب ہوا جب امام اس دنیا میں تشریف لائے۔ جی ہاں یہ ہستی ہیں جناب حکیمہ خاتون سلام اللہ علیھا۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ جنہیں امام حسن عسکریؑ نے شہزادۂ عالم کی ولادت کی شب شہزادہ کی والدہ گرامی کے ساتھ رہنے کے لئے کہا۔ یہی وہ پہلی ہستی ہیں کہ ولادت کے بعد شہزادہ نے جن کی گود میں زندگی کا پہلا سفر کیا۔ مقام ولادت سے اور اپنے والد گرامی کے کمرے تک کا سفر۔ یہ وہ قابلِ اعتماد ہستی ہیں جنہیں ہر چالیسویں دن حضرت حجت خدا عجل اللہ فرجہ کی زیارت سے شرفیاب ہونے کی اجازت تھی۔

بی بی جناب حکیمہ سلام اللہ علیھا فرماتی ہیں۔ کہ

"جب بھی میں نے حضرت حجت سے کوئی سوال پوچھنا چاہا تو علم لدنی کے اس کمسن وارث نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی میرے سوال کا جواب دے دیا۔ اور ہم جب کبھی کسی حادثے سے دوچار ہونے والے ہوتے تھے تو یہی کمسن حجت خدا قبل از



حادثہ ہماری رہنمائی فرما دیتے تھے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹۹، بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۵۰)

## غلامانِ حجت خدا عجل اللہ فرجہ

کچھ ایسے خوش بخت لوگ بھی ہیں۔ جنہیں اس گھر کی غلامی کا شرف حاصل ہوا اور انہوں سرکارِ حجت خدا کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

خادم خانہ ابونصر:۔ یہ وہ خوش بخت خادم ہے جسے سرکارِ حجت خدا کے گہوارے کے قریب کھڑے ہونے کا موقع ملا۔ اور اس کی زندگی میں ایسے بہت سے مبارک لمحے آئے جب اس نے دیدار کا شرف حاصل کیا۔

خادمِ خانہ ابو غانم:۔ یہ بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ایک ہے جنہیں گھر میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس نے سرکار کی ولادت کے تیسرے روز کے بعد کے واقعات بہت تفصیل سے بتائے ہیں۔

ابو علی خیزرانی:۔ یہ خوش نصیب نہ تو خود نوکر تھا اور نہ غلام۔ البتہ ایک کنیز تھی جو اس نے امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ یہ کنیز ہر وقت گھر کے افراد کی خدمت کرتی تھی۔ جب شہادت امام حسن عسکری علیہ السلام ہوئی تو عباسی فوج نے حجت خدا کی تلاش میں گھر پر یلغار کر دی۔ انہوں نے فرزند رسول کے گھر کو ویران کر دیا۔ نوکروں اور کنیزوں کو گرفتار کر لیا۔ لیکن یہ کنیز وہاں سے بھاگ کر اپنے ولی ابو علی کے گھر میں آ گئی۔ اور اس نے ابو علی کو ولادت سے لے کر اور بعد کے بہت سے

واقعات بہت تفصیل کے ساتھ بتائے۔ جو کتابوں میں پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

ماریہ:۔اس مستور کو شرفِ کنیزی حاصل ہے۔اندرونِ خانہ تمام خدمات یہی انجام دیتی تھی۔یہی وہ نیک بخت ہے جسے شبِ ولادت جناب حکیمہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ حجت خدا عجل اللہ فرجہ کی والدہ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔اس نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جب صاحب العصرؑ نے انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے کہا۔

**الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی محمد و الہ الطاہرین**

خادمہ ءخانہ نسیم:۔ یہ بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہے جنھوں نے امامؑ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔اس شرف کو اس نے بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابوسہل سماعیل ابن علی نوبختی:۔ یہ وہ آخری خوش قسمت ہے جس نے امام حسن عسکریؑ کی زندگی اور امامؑ کے دولت خانہ پر حضرت حجت کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ابوسہل کہتا ہے کہ

”مجھے قسمت ایسے وقت میں امامؑ کی خدمت میں لے گئی۔جب سم جفا اپنا اثر کر چکی تھی۔امامؑ بستر پر دراز تھے اور چاہتے تھے کہ پانی میں جوش دی ہوئی مصطگی نوش فرمائیں۔لیکن نقاہت کی وجہ سے آپؑ اٹھ نہ سکتے تھے۔آپؑ نے اپنے جگر گوشہ سرکار حجت خدا عجل اللہ فرجہ سے فرمایا کہ مصطگی پینے میں میری مدد کرو۔چنانچہ سرکار نے پیالہ



ہاتھ میں لیا اور امام حسن عسکری کے لبوں سے لگایا۔آپؑ نے وہ پانی نوش فرمایا۔پھر فرمایا نماز پڑھنے میں میرے ساتھ تعاون کرو۔حضرت امامِ زمانہؑ نے سہارہ دیا۔تجدید وضو میں تعاون کیا اور امام حسن عسکریؑ نے اپنے فرزند سے خطاب فرمایا۔

”بیٹے آپ کو بشارت ہو کہ آپ ہی صاحب الزماں، مہدی امت، اور روئے زمین پر خدا کی حجت ہیں۔آپ میرے بیٹے اور میرے جانشین ہیں۔“

بس یہ وہ آخری الفاظ تھے جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زبان مبارک سے ادا ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

## آخری الہامی رہنما اپنے والد کے جنازہ میں۔

خطرات بہت زیادہ تھے۔حکمران آپؑ کے خون کے پیاسے تھے۔حجت خدا ان کی حکمرانی کے لئے خطرہ تھے سو وہ اس خطرے کا وجود ہی مٹانا چاہتے تھے۔اسی لئے تو اللہ نے آپ کو پردہ غیبت میں رکھا ہوا تھا۔لیکن حجت خدا کا جنازہ تیار تھا۔اور نمازِ جنازہ بھی حجت خدا نے ہی پڑھانی تھی۔اس موقع پر آپ کا پردہ غیبت میں رہنا مناسب نہیں تھا۔

حکمران اپنے تمام تر سرکاری وسائل خرچ کر رہے تھے اور اعلان کر رہے تھے کہ حضرت امام حسن عسکری اس دنیا سے بے اولاد جا رہے ہیں۔

امام حسن عسکریؑ کا بھائی جو کہ جعفر کذاب کے نام سے جانا جاتا ہے۔بہت خوش تھا۔وہ عباسی حکومت کا حمایت یافتہ تھا۔اور عباسی حکومت کی بیساکھیوں سے اس

کوشش میں مصروف تھا کہ وہ امام حسن عسکریؑ کا وارث بن جائے۔ اور امامت اسے امام بنالے۔ وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ حجت خدا کو اس دنیا میں تشریف لائے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں۔ وہ بھی امام حسن عسکری کو بے اولاد سمجھتا تھا۔

وہ دل میں تو بہت خوش تھا۔ لیکن دنیا کو دکھانے کے لئے اس نے رونی صورت بنائی ہوئی تھی۔ وہ امام کا جنازہ پڑھانے کی امید بھی دل میں لئے بیٹھا تھا۔ امامؑ کے جنازہ کی روداد ابوالادیان کی زبانی سنئے۔ جو کہ امامؑ کے جانثاروں میں سے ہے۔

''جنازہ تیار ہو رہا تھا۔ غسل دیا جا رہا تھا۔ کفن آ چکا تھا۔ آپ کا بھائی جعفر جنازہ کا منتظر مکان کے ایک گوشے میں غمزدہ صورت بنائے کھڑا تھا۔ لوگ گروہ در گروہ آ آ کر اسے تعزیت پیش کر رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ مسند نشینی کی مبارکباد بھی دے رہے تھے۔ میں تو امامؑ کا خادم تھا اور جعفر کے حالات سے بھی واقف تھا۔ میں اس کی شب و روز کی مصروفیات سے بھی آشنا تھا۔ حکومت کے ساتھ اس کے درپردہ تعلقات بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں تھے۔ میں جعفر کے باطن کو اچھی طرح جانتا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ تعزیت کے وقت جعفر کی آنکھوں سے آنسو کم ٹپکتے تھے۔ لیکن مسند نشینی کی مبارکباد سے خوشی چھپائے نہ چھپتی تھی۔ مجھے سادہ لوح محبانِ اہلِ بیت پر ترس بھی آ رہا تھا کہ اگر منصب امامت جعفر کے ہاتھ میں آ گیا تو کیا ہو گا۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ امامؑ کے فرزند موجود ہیں۔ لیکن وہ نظروں سے اوجھل تھے۔ اور میں بس یہی سوچے جا رہا تھا کہ اب کیا ہو گا۔

اسی اثنا میں امامؑ کا خادم عقید سامنے آیا اور اس نے جعفر سے مؤدبانہ انداز میں کہا۔ کہ ''آقا۔ جنازہ تیار ہے۔''



جعفر کے قدم بے تابانہ آگے بڑھے۔ وہ جنازہ کے قریب پہنچا۔ امام کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے سامرہ کے علاوہ اور بھی علاقوں سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ امام کے جنازے میں لوگوں کی تعداد شمار سے باہر تھی۔ صفیں بندھ گئیں تو جعفر نے تکبیر کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ ابھی ہاتھ بلند ہوئے ہی تھے کہ اچانک ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور جعفر کے سینے پر پڑا۔ جس سے کہ وہ لڑکھڑا گیا۔ اسی لمحے گوشۂ مکان سے ایک آفتاب طلوع ہوا۔ دیکھنے والوں نے چشمِ حیرت سے دیکھا کہ ایک کمسن بچہ۔ نور کا ایک پیکر، شانوں پر لہراتے بال، عظمت کا سر بفلک پہاڑ، ہیبت الٰہیہ کا مجسم پیکر، انتہائی وقار سے چلتا ہوا جعفر کے قریب آیا۔ اور جعفر کی عبا پکڑ کر فرمایا۔

''چچا جان! یہ میرے باپ کا جنازہ ہے... اور ایک معصوم کا جنازہ معصوم ہی پڑھا سکتا ہے۔ میں خود یہ جنازہ پڑھاؤں گا۔ آپ پیچھے صف میں تشریف لے جائیں۔''

جعفر حیرت کی تصویر بن گیا۔ اس کا ماتھا شرمندگی سے عرق آلود ہو گیا۔ پسینہ پونچھتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ حجت خدا نے آگے بڑھ کر اپنے والدِ گرامی کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔...... (کمال الدین صفحہ ۴۷۵)

☆☆☆☆☆☆☆

## غیبت صغریٰ کا دوسرا دور

امام زمانہ، ہادی کائنات عجل اللہ فرجہ کے غیبت صغریٰ کے ۷۴ سال ہیں۔ان میں سے پانچ سال تو وہ ہیں جو آپؑ نے اپنے والد کے زیر سایہ گزارے۔اور ۶۹ سال آپؑ نے اپنے والد حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد عالم غیبت میں رہ کر منصبِ امامت پر جلوہ افروز ہو کر نفاذ احکام کئے۔بہت سے خوش نصیب افراد ایسے ہیں جنہیں ان ۶۹ سال میں ہادی کائنات عجل اللہ فرجہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

ابو سیعد غانم:۔اس خوش نصیب کا تعلق کشمیر سے تھا۔یہ حج کے لئے گیا۔اس کے دل میں شدید خواہش تھی کہ یہ مولا کی زیارت کرے اس لئے حج کے بعد یہ سامرا مولا کی زیارت کے لئے گیا۔قسمت نے ساتھ دیا زیارت کا شرف حاصل ہوا۔مولا کا معجزہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔...... (اثبات الہداۃ۔جلد ۳، صفحہ ۶۵۷)

ابو سورہ محمد ابن حسن ابن عبد اللہ تمیمی، ابو علی ابن مطہر، ابو العباس محمد ابن جعفر حمیری، ابو محمد حسن ابن وجنا، ابو محمد عیسیٰ ابن مہدی جوہری، احمد ابنِ ابراہیم ابن ادریس، ازدی، حسین ابنِ ہمدان، زہری، علی ابن حسین یمانی، محمد ابن اسماعیل (امام موسیٰ کاظمؑ کے پوتے) محمد بن عبد اللہ قمی محمد ابن عثمان، یوسف ابن احمد جعفری،

ان تمام نے زیارت کے واقعات بھی درج کئے ہیں جو مختلف کتابوں میں درج ہیں۔لیکن ہم طوالت سے بچنے کے لئے واقعات درج نہیں کر رہے۔



## ہادی کائنات عجل اللہ فرجہ کے معجزات

انبیاء علیہ السلام اور آیمہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا کئے ہیں۔یہ معجزے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہوتے ہیں۔اگر ہم آیمہ علیہ السلام کی زندگی کے معجزات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جتنے معجزے مجموعی طور پر دیگر آیمہ علیہ السلام نے دکھائے ان سے کہیں زیادہ حضرت امام علی نقیؑ اور حضرت امام حسن عسکریؑ کے زمانہ کے لوگوں نے دیکھے۔اور پھر ان کی مجموعی تعداد سے زیادہ میں آخری ہادی عجل اللہ فرجہ نے اعجاز نمائی فرمائی۔

اور اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ جب حجت خدا بحکم خدا پردہ غیبت میں چلا جائے تو ماننے والوں کے قدم، مشاہدہ کردہ معجزات کو مشعل راہ بنائے رکھیں۔اور کسی مقام پر ڈگمگا نہ جائیں۔

غیبت صغریٰ کے زمانہ کے معجزات کو اگر جمع کیا جائے تو نجانے کتنی ضخیم جلدوں کی لاتعداد کتابیں بن جائیں۔ہم معجزات کا ذکر نہیں کر رہے۔زندگی رہی اور اللہ نے چاہا تو صدقۂ محمد و آل محمد کبھی آقا عجل اللہ فرجہ کے معجزات پر کتاب لکھیں گے۔فی الحال ہم ان چند افراد کے نام لکھ رہے ہیں جنہیں قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ کے معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

ابن عجمی، ابن بادشالہ، ابن قاسم، ابن موسیٰ، ابو ثابت، ابو جر فرافاد، ابو عبد اللہ ابن فروخ، ابو رجاء، ابو عبد اللہ جندی، ابو عبد اللہ کندی، ابو علی اسدی، ابو القاسم ابن ابی

حابس، ابوالقاسم وبیس، ابومحمد ابن ہارون، ابومحمد ابن وجنا، احمد ابن ابوالحسن، احمد ابن اسحاق، اسحاق کاتب، بسامی، بلالی جعفر ابن حمدان، جعفری، حاجز، حسن ابن فضل ابن یزید، حسن ابن نضر، حسن ہارون، حسن ابن یعقوب، حصینی، زیدان، شمشاطی، عاصمی، عطار، علی ابن احمد، علی ابن محمد بن اسحاق، فضل ابن یزید، قاسم ابن یزید، قاسم ابن علا۔ قاسم ابن موسیٰ، مجروح، مرواس، مسرور طباخ، محمد ابن ابراہیم مہر یار، محمد ابن ابوالحسن، محمد بن اسحاق، محمد ابن شاذان، محمد ابن شعیب، محمد ابن حاح محمد ابن کشمور، محمد ابن محمد، محمد ابن کلینی، محمد ابن ہارون ابن عمران، ہارون فزار

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## حجت خدا کے رابطے میں افراد

۲۵۵ھ تا ۳۲۹ھ کا عرصہ حجت خدا عجل اللہ فرجہ کی غیبتِ صغریٰ کا عرصہ ہے۔ یہ وہ عرصہ ہے جب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ اپنے مخصوص نائبین کے ذریعے اپنے محبان سے رابطہ کرتے تھے۔ اس دور میں محبانِ اہل بیت اپنے ضروری مسائل اور ضروری ہدایات بذریعہ خط ان نائبین سے حاصل کرتے تھے۔ ان ۷۴ سالوں میں جن خوش نصیب افراد کا رابطہ امام سے رہا انہیں نواب اربعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان نواب اربعہ کے ذریعہ جو تحریریں ہادی کائنات عجل اللہ فرجہ کی طرف سے محبانِ اہل بیت کے جوابات، ہدایات پر مشتمل ہوتی تھیں اصطلاحاً انہیں توقیع واحد اور توقیع جمع کا نام دیا گیا ہے۔ اور سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے جس شریعت کدہ سے یہ توقیعات برآمد ہوتی تھیں اسے ناحیہ مقدسہ کا نام دیا گیا ہے۔ مختصراً ہم ان نواب اربعہ کا ذکر کر



رہے ہیں۔

۱۔۔۔۔عثمان ابن سعید:۔ یہ خوش بخت سعید کا پوتا اور عثمان کا فرزند ہے۔ اسی طرح یہ خود بھی سعید ہے۔ اور ان خوش بختوں میں سے ہے جنہیں امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کا زمانہ صحبت بھی نصیب ہوا۔ یہ ان اماموں کے اصحابِ خصوصی میں سے تھا۔ یہ سب سے پہلے عہدہ نیابت خاصہ پر فائز ہوا۔

۲۔۔۔۔محمد ابن عثمان:۔ یہ عثمان ابن سعید کا فرزند ہے۔ اپنے باپ کے بعد یہ نیابت خاصہ کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوا۔

۳۔۔۔۔حسین ابن روح نوبختی:۔ یہ خوش نصیب محمد ابن عثمان کے بعد نیابتِ خاصہ کے منصب پر فائز ہوا۔

۴۔۔۔۔علی ابن محمد سمری:۔ یہ آخری خوش نصیب ہے جسے نیابت خاصہ کا منصب عطا ہوا۔

اس چوتھے نائب خاص کے بعد نیابت خاصہ کا دروازہ تاظہور ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

۳۲۹ھ ۹ شعبان کو جو توقیع ناحیہ مقدسہ سے برآمد ہوئی۔ اس میں امامؑ نے اپنے مبارک ہاتھوں اور مقدس قلم سے حسب ذیل تحریر ارشاد فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے علی ابن محمد سمری! آپ کی زندگی کے ایام ختم ہو چکے ہیں۔ خداوندِ قدوس آپ کے اقربا اور بھائیوں کا آپ کے سوگ کے اجر میں اضافہ فرمائے۔ آج سے ٹھیک چھ دن آپ آپ رحمت حق کے زیرِ سایہ اپنے دارِ باقی کو منتقل ہو جائیں گے۔

اب کسی اور سے مت کہنا کہ وہ اس دوسری غیبت کے زمانہ میں میرے ساتھ بلاواسطہ رابطہ رکھے۔اب غیبت صغریٰ کا زمانہ ختم ہوا اور غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# غیبتِ کبریٰ

آخری ہادی، آخری الہامی رہنما، وہ بادشاہ کہ جس نے حکومتِ الہیہ کا قیام عمل میں لانا ہے۔تمام انبیاء علیہ السلام نے ان کا ذکر کیا۔تمام الہامی کتابوں میں پیشین گوئیاں کی گئیں۔ہم نے ان کا مختصر جائزہ لیا۔تفصیل میں جانے کی ہم میں سکت اور طاقت ہی نہیں۔اور نہ ہماری اتنی زندگی ہوگی کہ ہم اس موضوع کو مکمل کرسکیں۔اور نہ ہی ہمیں اتنا علم ہے کہ ہم تفصیل سے اس پر لکھ سکیں۔سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ پر اب تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کی تعداد بھی شمار کرنا ممکن نہیں۔

اسلام میں مسئلہ مہدویت ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر سب سے زیادہ بحث کی گئی ہے۔نبی پاک ص کی احادیث، آئمہ علیہ السلام کی روایات کا شمار کیا جائے تو ان کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ بنتی ہے۔ولادتِ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ سے قبل بھی آئمہ علیہ السلام کے زمانے میں بھی سرکارِ امام زمانہ پر کتابیں لکھی گئیں۔ان کا موضوع بھی غیبت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ ہی ہے۔ان میں سے چند کتابوں کے نام ہمارے سامنے آئے ہیں۔اور ہم تبرک کے طور پر ان کتابوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔۔کتاب الغیبۃ از ابو اسحاق ابراہیم ابن صالح اغاطی کوفی اسدی:۔

ابو اسحاق امام موسیٰ کاظمؑ کے مخصوص صحابہ میں سے ہے۔جس نے یہ کتاب



لکھی۔

۲۔۔۔ابوالحسن ابن اعرج کوفی:۔رجال نجاشی کے مطابق یہ بھی امام موسیٰ کاظمؑ کے زمانہ میں تھے اور انہوں نے بھی الغیبۃ کے نام سے کتاب لکھی۔

۳۔۔۔ابوالحسن ابن حسن ابن محمد طائی جرمی:۔یہ بھی حضرت موسیٰ کاظمؑ کے زمانہ میں تھے۔انہوں نے جو کتاب تالیف کی۔اس کا نام بھی الغیبۃ ہے۔

۴۔۔۔حسن ابن علی ابن حمزہ بطائنی:۔یہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔انہوں نے بھی غیبت کے موضوع پر کتاب لکھی۔

۵۔۔۔ابو الفضل ابن ہشام ناشری:۔یہ امام علی رضا علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے ہیں۔انہوں نے غیبت کے نام سے کتاب لکھی۔

۶۔۔۔ابو محمد فضل ابن شاذان ازوی:۔یہ بھی امام علی رضاؑ کے صحابی تھے۔رجال نجاشی اور رجال طوسی کے مطابق انہوں نے ایک سو اسی کتابیں لکھیں۔جن میں سے ایک کتاب ''الغیبۃ'' بھی ہے۔

# زیارت کا شرف

لاتعداد لوگوں نے مولا امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ایسے کچھ لوگوں کے نام بھی ہمیں کتابوں میں ملتے ہیں۔لیکن ایسے بھی بیشمار افراد ہیں جو زیارت سے سرفراز ہوئے لیکن ان کا نام کتابوں میں نہیں ملتا۔اب ایک سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آخر زیارت کا مقصد کیا تھا۔اور سبب کیا تھا۔اس سوال کا جواب تلاش کیا جائے تو ہمیں درج ذیل اسباب ملتے ہیں۔

(۱)تعلیم.....(۲)امدادونصرت)

علمی الجھی ہوئی گتھیوں کوسلجھانا:۔ بحارالانوار کے مطابق مقدس اردبیلی کو جو شرف زیارت نصیب ہوا وہ مقدس کو درپیش چند علمی مشکلات کی تعلیم کے لئے تھا۔

(۲) معارف عالیہ کی تعلیم:۔ ماثورہ اور غیر ماثورہ ومعاذ اہم اور معرفت پر مشتمل دعاؤں کی تعلیم۔

(۳) ایسے مسائل کی رغبت جن کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ مثلاً نمازِ تہجد کی اہمیت، نوافل پنجگانہ پرآمادگی۔ زیارت عاشورہ اور زیارت تاکید۔

(۴) دوسروں کی رہنمائی:۔ متعدد مقامات ایسے بھی سامنے آئے جن میں نیک اور صالح افراد کو زیارت کرا کے ان کی رہنمائی کی گئی۔

(۵) لاعلاج بیماروں کو شفا:۔ کتابوں میں ایسے لاتعدا واقعات ملتے ہیں جن میں حجت خدا عجل اللہ فرجہ نے شفایاب کیا۔ جنہیں اپنے وقت کے ماہر ڈاکٹر، طبیب لاعلاج قرار دے چکے تھے۔

(۶) مالی امداد:۔ ایسے فقراء اور مساکین جن کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا ان کی مالی امداد آپؑ نے اس طرح کی کہ انہیں کسی کے پاس بھیجا اور حتمی علامت دے کر بھیجا۔

(۷) بھٹکے ہوئے افراد کی رہنمائی:۔ صحراؤں اور جنگلوں میں ایسے افراد کہ جو اپنا راستہ کھو بیٹھے تھے۔ موت انہیں سامنے نظر آنے لگی۔ اور انہوں نے خلوص دل سے ''یا ابا صالح المہدی ادرکنی'' کی صدا دی تو حضرت حجت خدا عجل اللہ فرجہ نے آ کر انہیں منزل کی راہ دکھائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆



## علامات ظہور

وہ ہادی، وہ آخری الہامی رہنما، اللہ کا نائب، حکومتِ الٰہیہ کا بادشاہ کہ جن کا ذکر تمام الہامی کتابیں کرتی ہیں۔ اور جن کا تذکرہ اللہ کے تمام انبیاء نے کثرت سے کیا ہے۔ انہوں نے ایک دن ظہور بھی فرمانا ہے۔ ان کے ظہور کی کچھ علامات ہیں۔ اور ہم اب انہی علامات کا ذکر کرنے لگے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''وہ نشانیاں جو کہ بغیر کسی شک وشبہ اور حضرت قائم آلِ محمد عجل اللہ فرجہ کے ظہور سے پہلے حتمی طور پر رونما ہوں گی۔ (۱) خروج السفیانی (۲) سورج کو گھن لگنا (۳) نفسِ ذکیہ کا قتل (۴) آسمان سے ندا کا آنا (۵) شخص یمانی کا خروج کرنا۔''

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''وہ اس وقت ظاہر ہوں گے۔ جب حقیقت میں کوئی وقعت نہ رہے گی۔ دنیا احمقوں کے پیچھے چل پڑے گی۔ کمریں وزنی ہو جائیں گی۔ ایک کے بعد دوسرا حادثہ رونما ہوتا رہے گا۔ عربوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ کسی مصلح کے ظہور کی تمنا بڑھ چکی ہو گی۔ رشتے داریاں ختم ہو چکی ہوں گی۔ شیطان سب پر حاوی ہو چکا ہو گا۔ عورتیں حکومت کیا کریں گی۔ کمر توڑ حادثے رونما ہوں گے۔ چیرنے والے چیرتے ہوئے آگے بڑھ جائیں گے۔ تیز پرواز پرندے حملہ آور ہوں گے۔ دنیا کی لذتیں گھٹی ہو جائیں گی۔ راز دان لوگ خیانت کر کے راز فاش کریں گے۔ عراق کو دوسرے فتح کر لیں گے۔ اور ہر قسم کے اختلاف کا جواب خونریزی سے دیا جائے گا۔''

## "اذا خفت الحقائق"

....جب حق کی کوئی وقعت نہ رہے گی۔

ظاہر ہے جب زمانہ گمراہی اور ضلالت کی طرف بڑھ رہا ہوگا تو گمراہی کے سیلاب میں حق کی پہچان مٹ جائے گی۔اور اگر کوئی حق کہتا نظر بھی آیا تو اس کو حق کہنے کے جرم میں سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔اس طرح سے حق کو لوگ خود بخود گوشہ نشینی کا شکار ہو جائیں گے۔

اور یہ وہ علامت ہے جو آج ہمیں چاروں طرف دکھائی دیتی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ مشرق سے مغرب تک ظلم کا بازار گرم ہے۔ہر طاقتور کمزور پر حاوی ہونا چاہتا ہے۔حصول قدرت اور طاقت کی کشمکش میں یہ دنیا ظلم سے بھرتی جا رہی ہے۔

## لحق الا حق

....پیروی کرنے والے احمقوں کے پیچھے چل نکلیں گے۔

دنیا اندھی تقلید کا شکار ہو رہی ہے۔انسان جب کسی کی پیروی کرنے پر آتا ہے تو ایسا اندھا ہو جاتا ہے۔کہ حق ناحق کی پہچان کھو بیٹھتا ہے۔وہ نہ صرف یہ کہ حق کو نہیں پہچان پاتا بلکہ وہ اس ظلمت کے بہاؤ میں خود اپنے آپ کو بھی کھو بیٹھتا ہے۔دنیا میں ہر طرف افراط اور تفریط کے شکار ہوئے لوگ نظر آ رہے ہیں۔

## و ثقلت الظھور

....پشت اور کمر بھاری ہو جائے گی۔



اگر اس سے مراد انسانی کمر لی جائے تو مطلب بہت واضح ہو جائے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں پر کام کا دباؤ اتنا بڑھ جائے گا کہ جو اس کی طاقت سے بھی زیادہ ہوگا۔بظاہر تو انسانی زندگی ایک آرام دہ اور پر آسائش ماحول کی طرف جا رہی ہے لیکن انسان اس کے لئے کتنی زحمتیں اٹھا رہا ہے اس طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔اگر ہم اپنے زمانہ سے ماضی کی طرف چلے جائیں تو ایسے بہت سے کام جو آج ہو رہے ہیں اس وقت ان کا ہونا ممکن نہیں تھا۔

ایک طرف تو انسان نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے ۔لیکن دوسری طرف اپنی ان آسائش کے حصول کے لئے اپنے دین و ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔یہی آسائشیں اور وقتی لذتیں انسان کی زندگی کا ہدف بن گئی ہیں۔ان آسائشوں کے لئے انسان کو چاہے جو بھی راستہ اپنانا پڑے وہ اپناتا ہے۔یہاں تک کہ انجام سے بھی نہیں ڈرتا۔یہی وجہ ہے کہ اسے آسائشیں میسر تو ہو رہی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا سکون بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ہر شخص پریشانی اور مایوسی میں مبتلا ہے۔چالیس سال کے اوپر کے ۸۰ فیصد لوگ کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اور اب یہ بیماریاں تو چالیس سال سے کم عمر لوگوں میں بھی آتی جا رہی ہیں۔

اگر ہم لوگوں سے سوال کریں کہ کیا وہ اپنی زندگی سے مطمئن ہیں تو بہت ہی کم لوگ اس کا مثبت میں جواب دیں گے۔

## تتابعت الامور

.....ایک کے بعد دوسرا حادثہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔

آج کی دنیا میں یہ بات بہت عام ہے۔ہر روز ہی کسی نہ کسی جگہ کوئی بڑا حادثہ ہوتا ہے۔اب یہ حادثے اتنے عام ہو گئے ہیں کہ لوگ بڑے سے بڑے حادثے کو معمولی بات تصور کرتے ہیں۔

## توقعوا ایات کنظم الحرز

ایسے حادثات کے منتظر رہو کہ جو تسبیح کے دانہ کی طرح یکے بعد دیگرے رونما ہوں۔

اور یہی ہو رہا ہے کہ حادثات بہت تیزی اور کسی وقفے کے بغیر رونما ہو رہے ہیں۔

## واختلف العرب

....عربوں میں اختلافات شروع ہو جائیں گے۔

عربوں کے اختلافات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

## واشتد الطلب

کسی مصلح کے ظہور کی تمنا بڑھ چکی ہوگی۔

انسان مایوسی کا شکار ہے۔بے چینی اسے گھیرے رہتی ہے۔پریشانیاں اسے بے قرار کیے رکھتی ہیں۔لوگ ایک ایسی ہستی کے انتظار میں ہیں جو انہیں دلدل سے نکالے۔مومنین کی آنکھوں میں انتظار ہے۔وہ چشم براہ ہیں۔اس نجات دہندہ کے کہ کب ظہور ہو اور ان کے دل مسرور اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔



## ذهب العفاف

....رشتے داریاں ختم ہو جائیں گی۔

انسان اپنے خونی رشتوں کو بھی بھلا بیٹھے گا۔ایک دوسرے کے تعلقات مفاد پرستی پر ہوں گے۔خونی رشتوں کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔

اور اب دیکھ لیں کہ دنیا میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔رشتے مفاد کی بنا پر جوڑے اور توڑے جاتے ہیں۔صلہ رحمی کو حماقت سمجھا جاتا ہے۔آج کے دور میں مصروفیت ایک فیشن بن چکا ہے۔لوگوں کو اپنے رشتے داروں اور عزیزوں سے ملنے کا وقت نہیں ملتا۔اگر کوئی کسی کے گھر ملنے چلا جائے تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ بیکار آدمی ہے۔اسے کوئی کام دھندہ نہیں ہے۔جو آدمی جتنا زیادہ مصروف نظر آتا ہے وہی اہم اور بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے۔

## وستحوذ الشيطان

شیطان سب پر حاوی ہو جائے گا۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ انسانوں کی اکثریت کسی نہ کسی طرح سے شیطان کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہے۔

ایک شخص نے خواب میں شیطان کو دیکھا جو لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے مختلف زنجیریں بنا رہا تھا۔کوئی زنجیر بہت موٹی اور بڑی تھی تو کوئی بالکل پتلی، دھاگے جیسی۔خواب دیکھنے والے شخص نے شیطان سے سوال کرنا شروع کئے۔

یہ سب سے موٹی زنجیر کس کے لئے ہے۔تو شیطان اس وقت کے ایک بہت

بڑے عالم کا نام لیا۔اور کہا کہ اس زنجیر سے اسے باندھنے کی کوشش کروں گا۔اس سے
پتلی زنجیر کا پوچھا تو شیطان نے کوئی ایک نام لیا۔وہ شخص سوال کرتا رہا اور شیطان
جواب دیتا رہا۔آخر میں اس شخص نے پوچھا کہ میرے لئے کون سی زنجیر ہے تو شیطان
نے قہقہہ لگایا اور کہا۔تیرے لئے کسی زنجیر کی ضرورت نہیں تو تو ویسے ہی میرے قبضے
میں ہے۔

اب اکثریت کا یہی حال ہے۔شیطان کا کام بہت آسان ہو چکا ہے۔

## حکمت النسوان

....عورتیں حکومت کریں گی۔

یقیناً اس حکومت سے مراد صرف ملکی سطح کی حکومت نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے
میں عورتیں حکومت کرتی نظر آئیں گی۔

اور آج ایسا ہو بھی رہا ہے۔

## و فدحت الحوادث

....کمرشکن حادثات رونما ہوں گے۔

## نفثت النوفث و بحم الواثب

....چیر کر آگے بڑھنے والے آگے بڑھ جائیں گے۔اور تیز پرواز کرنے والے
حملہ آور ہوں۔

نئے سے نئے جنگی طیارے ایجاد ہو رہے ہیں۔جن کے ذریعے حکومتیں اپنے



مقاصد کے حصول کیلئے روئے زمین پر رہنے والے انسانوں کے خون سے ہولی کھیلتی
ہیں۔اب اس دنیا سے بڑھ کر سیاروں کی جنگ کی باتیں بھی ہو رہی ہیں۔

## و عبس العبوس

....دنیا کی لذتیں کھٹی ہو جائیں گی۔

ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا میں ہر طرف آشوب اور ہنگامہ آرائی
بڑھ جائے گی۔تو کوئی بھی انسان سکون سے زندگی بسر نہیں کر پائے گا۔جب سکون ہی
باقی نہیں رہے گا تو پھر زندگی میں کیا مزہ رہ جائے گا۔

ایک اور روایت میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔

## وانجر العیص واراع القنیص و اکثر القمیص

جس وقت جنگلات خشک ہو کر ختم ہو جائیں گے۔شکار کرنے والے سب کو
وحشت زدہ کرتے ہوں گے۔اور نفرتیں اور ہجرتیں بہت زیادہ ہو جائیں گے۔

## انجر العیص

جس وقت جنگلات ختم ہو جائیں گے۔

اس وقت پوری دنیا میں یہی شور مچایا جا رہا ہے کہ جنگلات ختم ہو رہے ہیں۔اس
کی کیا وجوہات ہیں؟ ایک تو حکومتیں یا پھر کچھ لوگ اپنے مقاصد کے لئے جنگلات ختم
کر رہے ہیں۔یا پھر بارشیں کم ہوگئی ہیں۔جن کی وجہ سے جنگلات میں کمی آتی جا
رہی ہے۔

## و اراع القنیص

.....شکار کرنے والے سب کو وحشت زدہ کریں گے۔

پہلے جب شکاری کا ذکر آتا تھا تو اس کا تصور یہ تھا کہ جانوروں کا شکار کرنے والے۔لیکن اب بات کہیں زیادہ آگے بڑھ چکی ہے۔اغوا برائے تاوان، یا سیاسی مقاصد کے لئے اغوا ایک عام سی بات ہو گئی ہے۔انسانوں کو اغوا کرنے والوں نے وحشت پھیلائی ہوئی ہے۔

## کثیر القمیص

....اضطراب اور ہجرت بڑھ جائے گی۔

پہلے لوگ خشک سالی یا معاش کے لئے ہجرت کرتے تھے۔اب جان بچانے کے لئے بھی ہجرت کی جاتی ہے۔بعض ملکوں کے حالات ٹھیک نہیں ہوتے۔تو مجبوراً وہاں کے بہت سے لوگ ہجرت کر کے دوسرے ملکوں میں پناہ لیتے ہیں۔اور یہ ہجرت کرنے والے ایک دو افراد نہیں ہوتے۔بلکہ گروہ در گروہ ہجرت کی جاتی ہے۔

ایک اور مقام پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

ترجمہ...''جس وقت ناقوس سے صدا بلند ہو گی کابوس کا منحوس سایہ ہر جگہ پھیل چکا ہو گا۔اور جاموس بولنے لگے گا۔اور اس زمانے میں حیرت انگیز واقعات رونما ہوں گے۔اور کیا عجیب و غریب واقعات پیش آئیں گے۔''

ناقوس کا معنی ہوشیار کرنے والی آواز یا خطرے کی گھنٹی ہے۔یہاں پر اس سے مراد حضرت جبرئیلؑ کی آواز ہے۔جو پوری دنیا میں سنی جائے گی۔



کابوس خوفزدہ اور وحشت پیدا کرنے والے خواب کو کہتے ہیں کہ جو پوری دنیا پر حاکم ہو گا ہر جانب سے لوگ خوف و ہراس کا شکار ہوں گے۔

جاموس ہر جامد چیز کو کہتے ہیں۔مراد یہ ہے کہ جامد چیزیں بولنے لگیں گی۔آج بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ٹی وی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، کمپیوٹر وغیرہ۔

آج دن بدن نئے نئے اور حیرت انگیز واقعات ہو رہے ہیں۔آئے دن کوئی ایسی ایجاد سامنے آجاتی ہے جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

ترجمہ.....''اس کام (ظہور امامِ زمانہؑ) کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ان میں سے ہیکل کا ملنا، تین پرچموں کا بلند ہونا۔کہ جو تینوں کے تینوں حضرت مہدیؑ کے پرچم سے ملتے جلتے ہوں گے۔امان نہ دینے والے قتل اور اچانک موت....

ہیکل سے مراد وہ عظیم الشان معبد گاہ ہے جو حضرت سلیمانؑ نے تعمیر کرائی تھی۔وہ معبد گاہ بیت المقدس میں تھی۔اس کے تین سو ساٹھ ۳۶۰ ستون تھے۔وہ عظیم الشان عمارت قیمتی پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔اس کی زمین پر شیشے کی مانند پتھر نصب کئے گئے تھے۔جن کے نیچے پانی رواں رہتا تھا۔جس کو دیکھ کر ملکہ بلقیس نے اپنے پائنچے اوپر اٹھا لئے تھے۔یہ سمجھ کر کہ یہ پانی ہے اور کہیں میرے پائنچے بھیگ نہ جائیں۔اس کے علاوہ اس محل میں اور بھی بہت سی حیرت انگیز اشیا موجود تھیں،۔

یہودی ایک عرصے سے اس کوشش میں ہیں کہ اس ہیکل کو زمین سے نکالا جائے۔کہ جس کا کچھ حصہ مسجد اقصیٰ اور دوسرا حصہ قیامت کے چرچ کے نیچے ہے۔اس وقت اس ہیکل کا کچھ حصہ دریافت ہو چکا ہے۔لیکن ابھی تک اسرائیلی حکومت مکمل

طور پر اس ہیکل تک نہیں پہنچ سکی ۔وہ پوری کوشش میں ہے کہ اس عمارت کو جلد سے جلد دریافت کرلے۔

تین ملتے جلتے پرچموں سے مراد یہ ہے کہ تین گروہ جو کہ خود کو حق پر کہتے ہوں گے۔اسلام کے نام پر جہاد کرنے کو نکل کھڑے ہوں گے جب کہ ان میں سے کوئی بھی حق پر نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# آخری زمانے کے لوگوں کی خصوصیات

سردارانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

''کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر یہ کہ اس کے بعد والا زمانہ اس سے برا ہوگا۔''

آج کا انسان خود کو ماڈرن اور ترقی یافتہ سمجھتا ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج انسان، انسانیت کے دائرے سے بھی دور جا چکا ہے۔ابھی ہم نے جو حدیث نقل کی ہے اس کی روشنی میں ہم دیکھیں اور پھر اپنی زندگی پر بھی ایک نظر دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو زمانہ ہمارے بچپن کا تھا وہ کیسا تھا۔پھر جو دور جوانی کا تھا وہ کیسا تھا۔ اور آج کا دور کیسا ہے اور جو دور ہماری اولاد کے حصے میں آئے گا وہ کتنا سخت اور مشکل ہوگا۔نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک اور فرمان مبارک ہے کہ۔

''لوگوں کے لئے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب ان کا ہم وغم پیٹ ہوگا۔ان کی شرافت کا اندازہ ان کے رہن سہن اور دنیاداری سے ہوگا۔ان کا قبلہ ان کی بیویاں ہوں گی۔ان کا دین ان کا مال و دولت ہوگا۔وہ لوگ بدترین لوگ ہوں گے۔اور



خداوند متعال کے نزدیک ان کے لئے کوئی مقام نہیں ہوگا۔''

یہ ایسی آفات ہیں جو روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ہر شخص دنیاداری اور پیٹ بھرنے کے لئے دوڑ رہا ہے۔ہر شخص اپنا معیارِ زندگی بلند سے بلند کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ان کی بیویاں ان پر حاوی ہو چکی ہیں۔والدین سے زیادہ بیویوں کی قدر کی جارہی ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا۔

''اور سود عام ہو چکا ہوگا۔اور معاملات زندگی رشوت سے طے ہوں گے۔دین کم اہم اور دنیا زیادہ اہم ہو جائے گی۔''

اسی سود کے بارے میں ایک اور مقام پر فرمایا۔

''لوگوں کے لئے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس زمانے میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ملے گا کہ جو سود نہ کھا چکا ہو۔اگر مستقل بھی سود نہ کھایا ہو لیکن اس کی گرد و غبار ضرور چکھی ہوگی۔''

یعنی سود اتنا عام ہو چکا ہوگا کہ ہر شخص اس برائی سے آلودہ ہو چکا ہوگا۔آج یہی حال ہے پوری دنیا کی معیشت کا دارومدار سود پر ہے۔

اسی طرح سے رشوت بھی عام ہو چکی ہے۔اس دور میں رشوت کے بہت سے نام ہیں۔مٹھائی، چائے پانی کا خرچہ، تحفہ، ہدیہ.... جہاں سود اور رشوت عام ہو جائے تو وہاں دین کی اہمیت خود بخود کم ہو جاتی ہے۔

اس حرام کی کمائی کا انسانی زندگی پر بہت ہی برا اثر ہوتا ہے۔اگر کوئی باپ یہ سوچے کہ میں سود۔رشوت کھلا کر اپنی اولاد کو صالح، نیک اور فرمانبردار بنالوں تو یہ اس

کی خام خیالی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''ظہور سے پہلے رات کی تاریکی کی طرح فتنے پھیل چکے ہوں گے۔انسان صبح کے وقت مومن اور دن کے آخری حصے میں کافر اور رات کے پہلے حصہ میں مومن اور رات کے آخری حصہ میں کافر ہو چکا ہوگا تو میں اپنے دین کو بہت معمولی سے مال دنیا کے بدلے میں بیچ دیا کریں گے۔''

اب آپ خود دیکھیں کہ رشوت لینا والا کیا مالِ دنیا کے لئے اپنا ایمان نہیں بیچتا۔؟؟؟؟؟؟

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔

''جب وہ وقت آئے تو اپنے گھر کے بچھونوں میں سے بچھونا بن جانا۔یہاں تک کہ طاہر و مطہر امامِ غائب عجل اللہ فرجہ کا ظہور ہو جائے۔''

''لوگ منکرات کو علناً انجام دیں گے اور کثرت سے اپنا مال و دولت گانے بجانے پر خرچ کریں گے۔''

آج کے دور میں یہی ہو رہا ہے۔لوگ بڑے فخر سے اپنے گناہوں کا ذکر محفلوں میں کرتے ہیں۔ناچ گانے کی بڑی بڑی محفلیں ہوتی ہیں۔اور ناچ گانے کو اب برائی سمجھا ہی نہیں جاتا۔

مولائے کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''امر بالمعروف کرنے والا ذلیل اور گناہ کرنے والا لوگوں کے نزدیک قابلِ احترام ہوگا۔''



# آخری زمانے کے مرد

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

''میرے بعد کے لوگوں کے لئے سب سے برا فتنہ وہ ہوگا جو عورتوں کی جانب سے آئے گا۔''

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

''وہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے کہ جو عورتوں کی اطاعت کریں گے۔''

یعنی عورتوں کے پیچھے چلنے والے لوگ اپنی دنیا اور آخرت برباد کر بیٹھیں گے۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔

''اللہ لعنت کرے ایسے مرد پر کہ جو عورتوں کا لباس پہنے اور ان عورتوں پر کہ جو مردوں کا لباس پہنیں۔''

آج اسلامی ملکوں میں بھی موڈرن خواتین مردانہ لباس میں محفلوں میں آتی ہیں۔اور بہت سے ایسے نوجوان بھی دکھائی دیتے ہیں جنہیں دیکھ کر آپ شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ لڑکی ہے یا لڑکا۔

''جب مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ ہم بستری کریں۔''

''جب مردوں کے لئے مرد اور عورتوں کے لئے عورتیں کفایت کریں۔''

''مرد و عورت ذریعہ معاش اپنی شرمگاہوں کو بنائیں گے۔''

یہ تینوں باتیں اس دور میں عام ہو چکی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

"مرد اپنی عورت سے انحراف جنسی دیکھے گا لیکن اسے منع نہیں کرے گا اور جو اس عورت نے جسم فروشی سے کمایا ہوگا اسے لے کر کھائے گا۔اور اگر یہ برائی اس عورت کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لے پھر بھی منع نہیں کرے گا۔اور جو کچھ انجام دیا جا رہا ہو۔اس کے بارے میں کوئی بات کرے تو سننے کو تیار نہیں ہوگا۔اور یہی شخص دیوث (بے غیرت) ہے۔"

حضرت امام جعفر صادقؑ کا فرمان مبارک ہے۔

"اور دیکھو کہ گناہ عام ہو چکے ہوں۔مرد، مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو پسند کریں۔مرد مردوں کے لئے آرائش اور عورتیں، عورتوں کے لئے آرائش کریں۔ مردوں اور عورتوں کا ذریعہ معاش ان کا اپنا بدن ہو۔مرد جنسی مسائل کے لئے اپنا مال و دولت دل کھول کر خرچ کریں۔مردوں کے لئے عورتوں کی طرح حیرت اور حسادت پیدا ہوگی (مردوں پر مرد جان چھڑکیں گے) مردوں کا جنس مخالف سے ہمبستری پر مذاق اڑائے گا۔عاق والدین عام ہو جائے گا۔والدین اپنی اولاد کے سامنے ذلیل و رسوا ہو جائیں گے۔اور ہر کوئی دوسرا شخص والدین سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا۔حق کی نشانیاں ختم ہو چکی ہوں گی۔اس زمانے میں خدا کے غضب سے ڈرو اور اللہ سے نجات طلب کرو۔جان جاؤ کہ لوگ مورد غضب الٰہی ہیں اور اللہ بعض چیزوں کی وجہ سے ان کو مہلت دیتا ہے۔کوشش کرو کہ اللہ تم کو ان کی حالت سے مختلف حالت میں دیکھے۔اور کتنے کم لوگ ہیں کہ جو اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔"



# آخری زمانے کی عورتیں

عورت کو اسلام نے ایک بلند مرتبہ عطا کیا ہے۔اسلام سے قبل عورت کو کچھ مقام حاصل نہیں تھا۔لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔معاشرے میں عورت کو انتہائی حقیر سمجھا جاتا تھا۔اسلام نے عورت کو مقدس رشتوں سے نوازا۔ماں، بہن بیٹی اور بیوی جیسے پاکیزہ رشتے عطا کئے۔

اگر یہی عورت اپنی قدر و منزلت نہ جانے۔تو وہ نہ صرف خود کی زندگی جہنم بنا لیتی ہے۔بلکہ اپنے ساتھ رہنے والوں کو بھی جہنم کی آگ میں دھکیل دیتی ہے۔عورت کو جو مقام اسلام نے دیا ہے وہ اسے فراموش کر بیٹھی ہے۔یہ وہ عورت ہے جس کے پاؤں کے نیچے جنت قرار دی گئی ہے۔تعلیمات اسلام اور قرآن سے دور ہونے کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ نہ صرف خود گمراہ ہوتی ہے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتی ہے۔

اس کے برعکس مومن خواتین کی مثالیں بھی بہت ہیں کہ جو اپنے گمراہ شوہر اور گھر والوں کو اپنے دین اور ایمان کی طاقت کے ذریعے راہ راست پر لے آتی ہیں۔

آخری زمانے میں فساد پھیلانے میں عورتوں کا بڑا کردار ہے۔

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

"کیا ہوگا کہ تمہاری عورتیں فاسد ہو جائیں اور تمہارے جوان فسق و فجور کرنے لگیں۔اور تم بھی امر بالمعروف کی جگہ امر بالمنکر اور معروف سے نہی کرو گے۔معروف کو منکر جانو اور منکر کو معروف سمجھو۔"

لوگوں نے کہا۔"کیا ایسا بھی ہوگا"؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "ہاں اور اس سے بھی زیادہ برا ہوگا۔"

"جس وقت عورتیں دنیا کی ہوس میں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارتی معاملات میں شریک ہوجائیں۔"

"ایسے کتنے مرد ہوں گے کہ جن کی عورتیں مردوں کی طرح زینوں پر (سواریوں) سوار ہوں گی۔ تشک کے اوپر بیٹھیں گی۔ مسجد تک آئیں گی۔ ان کی عورتوں کے لباس پہننے کے باوجود عریاں نظر آئیں گی۔ ان کے سر اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکیں گے۔ ان پر لعنت بھیجو کیونکہ وہ سب ملعون ہیں۔"

ایک اور مقام پر فرمایا۔

"قیامت برپا نہیں ہوگی۔ مگر اس وقت کہ جب ایسے لباس بنائے جائیں گے کہ جن کو پہن کر عورتیں عریاں ہی رہیں گی اور اوباش لوگ شرفاء پر برتری حاصل کر لیں گے۔"

آج کل خواتین کے لباسوں پر ایک نظر دوڑائیں۔ کیا ایسے ہی لباس نہیں بنائے جارہے۔

"جب اونچی اونچی عمارتیں بننے لگیں۔ عورتوں سے مشورہ لیا جانے لگے۔ عورتوں اور مردوں کا محافل میں اختلاط بڑھ جائے۔"

"جب دیکھو کہ بیویاں اپنے شوہروں کے ساتھ بدزبانی کریں۔ ان کی مرضی کے خلاف عمل کریں اپنے کمائے ہوئے پیسوں میں سے ان کو بخشیں۔ اور ان کے شوہر بہت ہی معمولی مال ق دولت کی وجہ سے ان کی بری عادتوں کو برداشت کریں۔"



نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔

"وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی کہ جس کی رہبری کسی عورت کے ہاتھ میں ہو۔"

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"خداوند کبھی اس قوم کو تقدس نہیں بخشے گا کہ جس کی رہبری کسی عورت کے پاس ہو۔" حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جب عورتیں حکومت پر غالب آجائیں۔ اور مرد سے برتری لے جائیں اور سوائے ان کی مرضی کے کوئی کام نہ ہو۔"

## آخری زمانے کے علماء اور رہبران قوم

سردار کائنات وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"لوگوں میں سے دو صفیں ایسی ہیں کہ اگر وہ اصلاح ہو جائیں تو لوگ بھی اصلاح ہو جائیں گے۔ اور اگر فساد کرنے والے ہو جائیں تو لوگ بھی فساد کرنے والے ہو جائیں گے۔ ایک عالم اور دوسرے رہبرانِ قوم۔"

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"جب تمہارے رہبران تم میں سے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار بخیل بن جائیں۔ اور تمہارے کاموں کو تمہاری عورتیں چلائیں تو اس وقت زمین کے اندر رہنا اس کے اوپر رہنے سے بہتر ہے۔"

یعنی اس وقت مرجانا بہتر ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو کوئی بھی بغیر جانتے ہوئے فتویٰ دے تو رحمت اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجیں گے۔ اور ان کے فتویٰ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی انہی کی گردن پر ہوگا۔"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"جس وقت ہمارے قائم کا ظہور ہوگا جو لوگ بغیر جانتے ہوئے فتویٰ دیتے ہوں گے ان سے انتقام لیں گے۔ وائے ہو ان پر اور ان کے پیروکاروں پر۔ آیا دینِ خدا ناقص تھا جو انہوں نے آ کر کامل کیا۔؟ آیا دین خدا میں انحراف تھا جو انہوں نے آ کر صحیح کیا؟ یا لوگ انحراف کی طرف جا رہے تھے۔ کہ جو ان کی پیروی کی گئی۔؟ یا لوگوں کو سچے راستے کی جانب رہنمائی کی گئی لیکن لوگوں نے مخالفت کی۔؟ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی تھی وہ اس میں سے کچھ چھوڑ چکے تھے۔ جو تم نے آ کر یاد کرایا۔؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں دین کامل نہیں ہوا تھا جو تم نے آ کر مکمل کیا۔؟ آیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی اور بھی پیغمبر ہے کہ جس کی تم نے پیروی کی۔؟"

## علامات ظہور حضرت حجت عجل اللہ فرجہ

سرکار حضرت حجت خدا عجل اللہ فرجہ کے ظہور کی لاتعداد علامات ہیں۔ یہاں ہم چند مخصوص علامات کو نقل کر رہے ہیں۔

☆ امام علیہ السلام کے پاس نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قمیص مبارک اور علم



ہوگا۔

☆ حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کی تائید و نصرت کے لئے ان کے سر پر ایک بادل سایہ فگن ہوگا۔ جس میں سے ایک منادی کی یہ آواز آ رہی ہوگی

"یہ اللہ کے خلیفہ مہدیؑ ہیں۔ ان کی اتباع کرو۔"

اس بادل میں سے ایک ہاتھ نکلے گا جو امامؑ کی طرف اشارہ کرے گا کہ یہی مہدیؑ ہیں۔ ان کی بیعت کرو۔

☆ حضرت حجت خدا عجل اللہ فرجہ سے جنگ کرنے کے لئے ایک لشکر روانہ ہوگا لیکن جب وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے گا تو وہ پورا لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

☆ زمین سونے کے ستونوں کی طرح اپنے جگر کے ٹکڑے باہر نکال دے گی۔"

☆ زمین کثرت سے اپنی برکتوں کا ظہور کرے گی۔

☆ سرکار حجت عجل اللہ فرجہ خانہ کعبہ میں مدفون خزانے نکال کر اللہ کی راہ میں تقسیم کریں گے۔

☆ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے لئے دریائے نیل کا پھٹ کر بارہ راستے بنانا قرآن مجید میں مذکور ہے جس کو "انفلاق بحر" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپؑ کے زمانہ میں بھی انفلاق بحر ہوگا۔

☆ حضرت حجت خدا عجل اللہ فرجہ کی تصدیق و تائید کی سب سے اہم دلیل وہ نماز ہوگی، جو حضرت عیسیٰؑ سرکار حجت عجل اللہ فرجہ کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

☆ امامؑ کے ظہور کی ایک علامت یہ بھی ہوگی کہ دریائے فرات کا پانی ختم ہو

جائے گا۔اوراس میں سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔

اس سلسلے میں کتاب الاشاعہ کے صفحہ ۲۳۹ پر ایک روایت درج ہے۔

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دریائے فرات کا پانی ختم ہوکر اس میں سے سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہوجائے۔لوگ اس کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے اتنا لڑیں گے کہ ہر دس میں سے نو آدمی مارے جائیں گے۔''

اس حدیث سے ملتے جلتے الفاظ بخاری، مسلم اور ابو داؤد میں بھی ملتے ہیں۔

☆ آپؑ کے ظہور کی ایک علامت ایسی ہے جو سائنسی اصول کے بالکل برعکس ہے۔جس سال آپؑ کا ظہور ہونا ہوگا اس کے رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور اسی رمضان کی پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔اور یہ دونوں چیزیں تخلیق کائنات سے لے کر اب تک اس طرح ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔کہ کسی مہینے کی پہلی رات کو چاند گرہن ہو پھر اس کی پندرہ کو سورج گرہن ہوجائے۔سائنسی نقطۂ نظر اور فلکیات کے ماہرین کے مطابق کسی مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کے علاوہ چاند گرہن ممکن نہیں۔ بعض روایات کے مطابق اس سال چاند گرہن کا واقعہ دوبار ہوگا۔اور ماہر فلکیات کے مطابق ایسا ہونا ممکن نہیں۔

☆ مشرق کی طرف سے ایک انتہائی عظیم آگ کا تین یا سات راتوں تک مسلسل ظاہر ہونا۔

☆ آسمان انتہائی سرخ ہوجائے گا۔

☆ آسمان سے ایک ایسی ندا آئے گی جسے تمام اہلِ زمین سن لیں گے۔اور عجیب تر بات یہ ہوگی کہ وہ آواز ہر زبان والے کو اس کی اپنی زبان میں سنائے دے



گی۔عربی والی عربی میں، فارسی والے فارسی میں، انگریزی والے انگریزی میں، ہندی والے ہندی میں اردو والے اردو میں،

☆ وقت کا انتہائی تیزی سے گزرنا۔

حدیث مبارکہ ہے کہ

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ زمانہ قریب نہ ہوجائے۔ سال مہینہ کے برابر، مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ دن کے برابر اور دن ایک گھنٹے کے برابر ہوا اور ایک گھنٹہ آگ کا شعلہ سلگنے کے برابر نہ ہوجائے۔''

☆ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ سرکار رجعت عجل اللہ فرجہ کا انکار کریں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# جھوٹے دعویدار

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اتنی احادیث اور الہامی کتابوں میں اس قدر تذکرہ ہے کہ جس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔شائد اسی بات کو دیکھتے ہوئے تاریخ میں کچھ لوگ ایسے بھی ملتے ہیں کہ جنھوں نے مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔جس نے بھی خود کو مہدی کہا یا کہلوایا اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جھوٹا اور مکار تھا۔اس نے اپنے مکر وفریب سے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر اپنے تابعداروں کی ایک جماعت تیار کی۔اور کچھ لوگ تو ایسے بھی گزرے ہیں کہ جنھوں نے اوباش اور بدمعاش افراد کو خرید کر اپنے گرد جمع کیا۔اور ان کے ذریعے اپنے مہدی ہونے کا

پروپیگنڈہ کیا۔ بعض نے تو کچھ شہروں اور ملکوں میں فتنہ فساد بھی پھیلایا۔ ایسے لوگوں کا انجام بہت ہی برا ہوا۔ کیونکہ صحیح العقیدہ مسلمانوں نے ایسے افراد کی خوب مخالفت کی۔ انڈیا میں ''مہدویہ'' نام کی ایک جماعت موجود ہے۔ جن کا عقیدہ ہے کہ ان کا پیشوا مہدی کی صورت میں ظاہر ہوا اور فوت ہو گیا۔

جھوٹے دعویداروں میں قادیان کا مرزا غلام احمد بھی شامل ہے۔ اس نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اس کے علاوہ کچھ اور لوگوں کے نام بھی تاریخ میں ملتے ہیں۔ جنہوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔

(۱) محمد بن مرتوت

(۲) سید محمد جونپوری

(۳) محمد بن عبداللہ

(۴) عبیداللہ بن میمون قداح

تاریخ میں ۷۰ ایسے افراد کے نام ملتے ہیں جنہوں نے نبوت یا مہدویت کا دعویٰ کیا۔ جن کی فہرست درج ذیل ہیں۔

(۵) صاف بن زیاد (۶) اسود عنسی (۷) طلیحہ اسدی

(۸) مسلیمہ کذاب (۹) سجاع بن حارث (۱۰) مختار بن ابوعبید

(۱۱) حارث کذاب (۱۲) مغیرہ بن سعید (۱۳) بیان بن سمعان

(۱۴) ابومنصور عجلی (۱۵) صالح بن طریف (۱۶) بہافریدی زوزانی

(۱۷) اسحاق اخرس (۱۸) استادسیس (۱۹) ابوعیسیٰ اسحاق



(۲۰) حکیم مقنع خراسانی (۲۱) بابک بن عبداللہ (۲۲) احمد بن کیال

(۲۳) علی بن محمد خارجی (۲۴) حمدان بن اشعث (۲۵) ابوسعید بہرام

(۲۶) ذکرویہ بن ماہر (۲۷) یحییٰ بن ذکرویہ (۲۸) عبیداللہ مہدی

(۲۹) علی بن فضل (۳۰) ابوطاہر قرمطی (۳۱) حامیم

(۳۲) محمد بن علی منصور (۳۳) نوید کامرانی (۳۴) اصغر بن ابوالحسین

(۳۵) ابوالطیب (۳۶) ابوعبداللہ بن شباس (۳۷) حسن بن سباح

(۳۸) رشیدالدین ابوالحشر (۳۹) محمد بن عبداللہ بن تومرت

(۴۰) ابن ابی زکریا (۴۱) ابوالقاسم بن قسی (۴۲) علی بن حسن شمیم

(۴۳) محمود واحد گیلانی (۴۴) عبدالحق بن سبعین (۴۵) احمد بن عبداللہ ملشم

(۴۶) عبداللہ راعی شامی (۴۷) عبدالعزیز طرابلسی (۴۸) اویس رومی

(۴۹) احمد بن ہلال (۵۰) حاجی محمد فرہی (۵۱) سید محمد نوری بخش جونپوری

(۵۲) بایزید طحر (۵۳) احمد بن عبداللہ ساجاسی (۵۴) احمد بن علی محیرثی

(۵۵) محمد مہدی (۵۶) سباتائی سیوی (۵۷) محمد بن عبداللہ کرد

(۵۸) میر محمد حسین مشہدی (۵۹) مرزا علی محمد (۶۰) ملا محمد علی

(۶۱) زریں تاج (۶۲) مومن خان (۶۳) مرزا یحییٰ نوری

(۶۴) بہاءاللہ نوری (۶۵) محمد احمد سوڈانی

☆☆☆☆☆☆☆☆

## روایات صحابہ کرامؓ

حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کے متعلق بہت سے صحابہ کرامؓ نے راوایات بیان کی ہیں۔اب ہم ان میں سے کچھ روایات نقل کرتے ہیں۔

### حضرت عمر فاروقؓ کی روایت:۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں بیت اللہ کے خزانے،اس کے اسلحے اور مال و دولت کو چھوڑے رکھوں یا راہِ خدا میں تقسیم کر دوں۔تو حضرت علیؑ نے فرمایا۔آپ اس کو چھوڑ دیں کہ آپ اس کو تقسیم کرنے والے نہیں بلکہ اس کو تقسیم کرنے والا ہم میں سے ایک نوجوان آخر زمانے میں ہوگا۔جو اس کو تقسیم کرے گا۔"

(کتاب البرہان۔جلد۲،صفحہ۵۵۲)

محدثین کرام کے مطابق اس حدیث کے مصداق حضرت امام مہدیؑ ہیں۔نیز یہ کہ اگر امامؑ کا ظہور برحق نہ ہوتا تو حضرت عمر فاروقؓ فوراً حضرت علیؑ کی بات کا انکار کر دیتے۔

### حضرت علیؑ کی روایت۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔"مہدی میرے اہلِ بیت میں سے ہوگا۔" (مسند ابی یعلی الموصلی۔جلد ۱ صفحہ ۳۵۹)

### ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایت:۔



حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

"مہدیؑ میری اولاد میں سے ایک آدمی ہوگا جو میری سنت کی روشنی میں جہاد کرے گا جیسے میں نے وحی کی روشنی میں جہاد کیا۔"

### حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کی روایت:۔

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ" نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک لشکر اس بیت اللہ کا ضرور قصد کرے گا۔یہاں تک کہ جب وہ بیداء نامی جگہ پر پہنچے گا تو درمیان والا حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔اور سوائے مخبر کے کوئی نہیں بچے گا۔"

### حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت:۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"بیت اللہ پر لوگ ہمیشہ لشکر کشی کرتے رہیں گے۔حتی کہ ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کی نیت سے روانہ ہوگا۔بیداء کے مقام پر پہنچے گا تو سارا لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔اور کوئی بھی نہ بچے گا۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !اگر اس لشکر میں بعض لوگوں کو زبردستی شامل کر لیا گیا ہو۔فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو ان کی نیتوں پر اٹھائے گا۔" (رواہ احمد وابوداؤد)

### ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت:۔

حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔"مشرق سے کچھ لوگ بیت اللہ میں موجود ایک آدمی کو شہید کرنے کے

ارادے سے نکلیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ مقام بیداء میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔"

### حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کی روایت :۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔" دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہلِ بیت میں سے ایک آدمی، جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا سرزمین عرب کا مالک نہ بن جائے۔"

(ترمذی۔جلد ۲، صفحہ ۴۶)

### حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت :۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ۔"مہدیؑ مجھ سے ہوں گے۔ خوبصورت کشادہ پیشانی اور لمبی ستواں ناک والے ہوں گے۔ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوگی۔"

### حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت :۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

"(قیامت کے قریب) مشرق کے رخ سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تم سے ایسی سخت جنگ کریں گے کہ کسی قوم نے نہ لڑی ہوگی۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو اس کے قائد سے بیعت کرلو اگرچہ تمہیں برف پر چل کر آنا پڑے۔ کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہوگا۔"



### حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن الحارث کی روایت :۔

حضرت عبداللہؓ بن حارث فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ۔"مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے جو امام مہدیؑ کی خلافت کو آسان بنائیں گے۔

(ابن ماجہ)

### حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت :۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ

"عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہم (سات لوگ) اہل جنت کے سردار ہوں گے۔ میں خود (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)، علیؑ، حمزہؓ، جعفرؓ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدیؑ۔" (ابن ماجہ۔صفحہ ۴۰۸۷)

### حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت :۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو لپ بھر بھر کر بغیر شمار کئے مال ودولت سے نوازے گا۔" (مسلم شریف۔۷۳۱۵)

### حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت :۔

حضرت حذیفہؓ (خزانہء بیت المقدس کی ایک طویل روایت کا ذکر کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ میں نے حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

"مہدی اس خزانے کو ضرور نکلوائیں گے تا آنکہ اسے بیت المقدس لوٹا دیں۔"
(الاشاعہ۔صفحہ ۲۲۳)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت :۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ۔
"عنقریب تمہارے اور رومیوں کے درمیان چار مرتبہ صلح ہوگی۔چوتھی مرتبہ جو صلح ہوگی وہ ہرقل کے خاندان والوں میں سے ایک آدمی سے ہوگی۔جو سات سال تک رہے گی۔ایک آدمی نے عرض کیا۔یا رسول اللہ ان دنوں لوگوں کا امام کون ہوگا؟ فرمایا میری اولاد میں سے مہدی۔" (کتاب البرہان جلد ۲، صفحہ ۵۸۳)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت :۔

حضرت عمار یاسر فرماتے ہیں کہ "جب نفس زکیہ اور ان کا بھائی مکہ مکرمہ میں قتل کر دیئے جائیں گے تو آسمان سے ایک منادی پکارے گا کہ اے لوگو! تمہارا امیر فلاں آدمی ہے ہے۔جس کا نام مہدی ہے وہ زمین کو شادابی اور عدل سے بھر دے گا۔"
(الحاوی جلد ۲، صفحہ ۹۱، کتاب البرہان جلد ۲، صفحہ ۵۲۱)

حضرت عباسؑ کی روایت :۔

حضرت عباسؑ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔
"پوری دنیا پر حکمرانی کرنے والے چار آدمی گزرے ہیں جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر۔مومن تو ذوالقرنین اور سلیمانؑ ہیں اور کافر نمرود اور بخت نصر تھے۔ایک پانچواں شخص میری اولاد میں سے اس کا مالک ہوجائے گا۔(جس کا نام مہدیؑ



ہوگا) (الحاوی۔جلد ۲، صفحہ ۹۷)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت :۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔
"امام مہدیؑ اس حال میں ظہور فرمائیں گے کہ ان کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا جو یہ ندا کرتا ہوگا کہ اے لوگو یہ مہدیؑ ہیں اس لئے ان کی اتباع کرو۔"
(الحاوی جلد ۲، صفحہ ۷۳۔کتاب البرہان جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆

# وقت ظہور

ہم آخری الہامی رہنما سرکار حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کے ظہور سے متعلق مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اسلامی تصور اور دیگر مذاہب کے پیش کردہ تصورات میں مماثلت دکھائی دیتی ہے۔اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ اللہ کے نائب، خلیفۃ اللہ" کاراہ" نامی گاؤں سے ظاہر ہوں گے۔اور پھر اکیلے مکہ کی طرف روانہ ہوں گے۔مکہ کے مضافات میں پہنچیں گے تو دوپہر کا وقت ہوگا۔وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ جائیں گے اس وقت ان کے سر مقدس پر پیلے رنگ کا عمامہ ہوگا۔اور ایک عصا ان کے ہاتھ میں ہوگا۔یہ عصا حضرت موسیٰؑ کا ہوگا۔اس وقت جبرئیلؑ وہاں آئیں گے وہ آپؑ کی بیعت کریں گے۔اس وقت ایک سفید رنگ کا بادل ان پر سایہ فگن ہوگا۔غروب آفتاب تک آپؑ احاطۂ کعبہ تک پہنچ جائیں گے۔برناباسؑ کی انجیل میں ہے۔

"ایک بہت لمبے عرصے کے بعد خدا رحم فرمائے گا اور اپنے اس پیغام دینے والے کو بھیجے گا جس کے سر کے اوپر ایک سفید بادل ہوگا۔خدا کا ایک برگزیدہ اسے پہچان لے گا اور اس کا تعارف باقی ساری دنیا سے کرائے گا۔"

(برناباس کی انجیل۔باب ۷۲)

بہت سی احادیث بتاتی ہیں کہ وہ اپنی رات کعبہ کے اندر گزاریں گے۔رات کو جب ساری سرزمین عرب گہری نیند میں ڈوبی ہوگی تو اللہ کے چار مقرب فرشتے حضرت جبرئیلؑ،حضرت میکائیلؑ حضرت اسرافیلؑ اور حضرت عزرائیلؑ فرشتوں کی ایک بڑی فوج کے ساتھ خود کو ان کے حضور پیش کریں گے۔سارے فرشتے ان کی بیعت کریں گے۔پھر حضرت جبرئیلؑ ادب سے عرض کریں گے۔

"جیسا کہ آپؑ نے آغاز فرما دیا ہے تو آپؑ اس بارے میں اعلان کیوں نہیں فرما دیتے۔"سرکار حجت عجل اللہ فرجہ فرمائیں گے۔

"حمد و ثنا ہے رب العالمین کے لئے کہ جس نے ہمارے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا فرمایا اور ہمیں اپنی زمین کا مالک و وارث بنایا۔"

پھر آپؑ خانہ کعبہ کے قریب آئیں گے۔اور اس کی چھت پر چڑھ کر یہ آفاقی اعلان فرمائیں گے۔"اے میرے نائبین! فوراً میرے پاس پہنچو۔"

اس وقت ان میں سے کچھ نماز ادا کرنے میں مصروف ہوں گے۔کچھ سو رہے ہوں گے۔یہ اعلان صرف ان منتخب کردہ اولیاء (نائبین) کے کانوں تک پہنچے گا۔وہ جہاں اور جس حال میں ہوں گے فوراً یہ کہتے ہوئے دوڑیں گے کہ

"میں آپؑ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"



یہ نائبین ۳۱۳ مردوں اور ۵۰ خواتین پر مشتمل ہوں گے۔جو اسی لمحے حرمِ کعبہ میں پہنچ جائیں گے۔

روایات میں ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی آخری حجت عجل اللہ فرجہ کی حکومت و اقتدار کے لئے ایک ہی رات میں راستہ ہموار کر دے گا۔حضرت عیسیٰؑ نے اس سلسلے میں اپنی الہامی پیش گوئی فرمائی تھی۔

"اس وقت دو آدمی بستر پر سوتے ہوں گے تو ایک لے لیا جائے گا۔دو عورتیں چکی پیستی ہوں گی تو ایک لے لی جائے گی اور دوسری چھوڑ دی جائے گی۔دو آدمی کھیت میں ہوں گے تو ایک لے لیا جائے گا دوسرا چھوڑ دیا جائے گا۔"

اس کا مطلب ہے کہ ہر کام ایک ہی رات میں کر لیا جائے گا۔

احادیث میں ہے کہ آپؑ پر سفید بادل سایہ کئے رہے گا۔اور حضرت جبرئیل اس سفید بادل میں ہوں گے۔آپؑ جہاں کہیں جائیں گے۔حضرت جبرئیلؑ اس بادل میں سے اعلان فرمائیں گے۔

"یہ ہیں مہدی علیہ السلام۔اللہ کے خلیفہ،ان کی پیروی کرو۔"

ظہور کے آغاز میں تین بلند اعلانات کئے جائیں گے۔پہلا آپؑ کے جاں نثار اصحاب کو جمع کرنے کے لئے ہوگا۔دوسرا آپؑ کے معاونین و ناصرین کو جمع کرنے کے لئے ہوگا۔جن کی تعداد دس ہزار ہوگی۔تیسرا اعلان حضرت جبرئیلؑ کریں گے اور دنیا کی ساری قوموں کو خدائی انقلاب میں شامل ہونے کی دعوت عام دیں گے۔

احادیث بتاتی ہیں کہ یہ اعلان دنیا کے ہر گوشے اور کونے میں سنا جائے گا یہ اعلان ایسا پر اثر ہوگا کہ جو شخص بیٹھا ہوگا وہ کھڑا ہو جائے گا، جو کھڑا ہوگا وہ بیٹھ جائے گا۔سونے

والا بیدار ہو جائے گا۔ ہر کوئی ششدر و حیران اور پریشان ہو گا۔ ہو کوئی اس اعلان کو ایسے سمجھے گا کہ جیسے اس کی مادری زبان میں کیا گیا ہو۔ احادیث تاکید کرتی ہیں کہ جب تم یہ آواز سنو تو فوراً کہو۔ "میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔"

اور اس کے بعد مکہ کی سمت چلنا شروع کردو۔ تمہیں وہاں پہنچنے کی کوشش کرنا چاہئے، چاہے تم کو برف زاروں میں سے کہنیوں کے بل گھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

احادیث کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ کو لوگ امامؑ کے حضور پہنچیں گے وہ مختلف اقسام و درجات کے ہوں گے۔

(۱) وہ جو پہلی ہی رات پہنچ جائیں گے۔ یعنی ۳۱۳ مرد اور ۵۰ خواتین

(۲) وہ دس ہزار جو اگلے دن پہنچیں گے۔

(۳) وہ لوگ بھی ہوں گے جن کو اپنے تکئے کے نیچے سے امامؑ کا خط ملے گا۔

(۴) کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو فرشتے اٹھا کر مکہ پہنچا دیں گے۔

(۵) کچھ اتفاقی طور پر کسی خاص جگہ اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور اس اعلان کو سننے کے بعد مکہ کی طرف دوڑنا شروع کردیں گے۔

(۶) وہ جو اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہوں گے لیکن آخری الہامی رہنما کے بارے میں علم رکھتے ہوں گے۔ جب وہ اعلان سنیں گے تو وہ وہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ ایسے افراد کو جو کسی بھی الہامی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں گے انہیں فرشتوں کے ذریعے امامؑ کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆



# حجت خدا عجل اللہ فرجہ کا پہلا خطبہ

کتاب "الفتن" کے صفحہ ۲۴۱ پر سرکار حجت خدا عجل اللہ فرجہ کے پہلے خطبہ کے الفاظ یوں درج کئے گئے ہیں۔

"اے لوگو! میں تمہیں اللہ جس کو تم بھلا چکے ہو۔ یاد کروانا چاہتا ہوں۔ اور یہ کہ تم نے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتمام حجت کر چکا۔ اس نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا، کتابوں کو نازل کیا اور تمہیں یہ حکم دیا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کر۔ جن چیزوں کو قرآن کریم نے زندہ کرنے کا حکم دیا ہے تم انہیں زندہ کرو اور جن چیزوں کو چھوڑنے اور ختم کرنے کا حکم دیا ہے ان کو ترک کردو اور ہدایت کے کاموں پر ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ اور تقویٰ پر ایک دوسرے کے معاون بن جاؤ۔ اس لئے کہ دنیا کے فنا و زوال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور یہ رخصت ہونے کے قریب ہے۔ اس لئے میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے، باطل کو ختم کرنے اور سنتوں کو زندہ کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں۔"

ایک اور روایت میں یہ خطبہ بھی ملتا ہے۔

"اے لوگو! امتِ محمدیہ کو مصائب نے آ گھیرا۔ خاص طور پر خاندان نبوت کو۔ ہم مغلوب ہو گئے اور ہمارے خلاف کفار نے بغاوت کر کے ہم پر چڑھائی کردی۔ اور ظلم و ستم کی تاریخیں رقم کردیں۔"

# اجارہ داری

جب امامؑ ظہور فرمائیں گے تو نام نہاد مذہبی رہنما اپنے غلط عقائد کی بنا پر آپؑ کی مخالفت کریں گے ۔ بہت سے مذہبی لیڈروں کی اجارہ داری کو ٹھیس پہنچتی ہوگی ۔ کیونکہ الہامی رہنما کے ظہور پر نور سے ان کی مذہبی اجارہ داری کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لئے وہ آپؑ کی مکمل مخالفت کریں گے ۔ کچھ علماء آپ کی حمایت بھی کریں گے لیکن ان کی نیت یہ ہوگی کہ حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے بعد انہیں اعلیٰ عہدے ملیں گے اور مال و دولت حاصل ہوگی ۔ ۔ وہ اپنے نفس کی اصلاح کی خاطر فوج الٰہی میں شامل نہیں ہوں گے ۔ مگر جب وہ دیکھیں گے کہ قوانین الٰہی عدل و انصاف کی بنیاد پر نافذ العمل ہو رہے ہیں تو وہ ناامید ہو جائیں گے اور جاری ہونے والے احکامات پر اعتراضات اٹھانا شروع کر دیں گے ۔ اور پھر وہ امامؑ کو بلیک میل بھی کرنے کی کوشش کریں گے ۔ جیسا کہ ان کے پیش رو ماضی میں کیا کرتے تھے ۔ وہ اب بھی ویسی ہی صورتِ حال سمجھیں گے ۔ ۔ لیکن الہامی رہنما قوانینِ الٰہیہ کا نفاذ جاری رکھیں گے جن کی وجہ سے بہت سی حق دشمن طاقتیں ان کے سامنے آ جائیں گی ۔

''پس خداوند کا کلام ان کے لئے حکم پر حکم، حکم پر حکم، قانون پر قانون، قانون پر قانون ۔ تھوڑا یہاں، تھوڑا وہاں ہوگا ۔ تا کہ وہ چلے جائیں اور پیچھے گریں اور شکست کھائیں ۔ اور دام میں پھنسیں اور گرفتار ہوں ۔'' (یسعیاہ ۔ باب ۲۸، آیت ۱۳)

علمائے سو الہامی رہنما کے پاس آئیں گے اور کہیں گے

''اے فرزند رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہمیں آپؑ کی ضرورت نہیں ۔ آپ



وہاں چلے جائیں جہاں سے آپ تشریف لائے ہیں ۔''

وہ آپؑ کے کئے گئے فیصلوں پر بحث کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اور آپؑ کے فیصلوں کے خلاف فقہ و قانون اسلام ہونے کا فتویٰ دیں گے ۔ اور امام مہدیؑ کے قتل کا فتویٰ بھی دے دیں گے ۔ جس وجہ سے ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے گا ۔ اسلامی کتابیں بتاتی ہیں کہ تقریباً بارہ ہزار سے اسی ہزار تک علمائے سو قتل کئے جائیں گے ۔ ان علمائے سو کی پیروی کرنے والے اور ان کا ساتھ دینے والوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا ۔ کیونکہ ان کا جرم بھی علمائے سو کے جرم سے کم نہ ہوگا ۔

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں ۔ ''جو لوگ حق تعالیٰ کے نئے قوانین کو جھٹلاتے ہیں اور پنچائتی علماء کے کہنے کو درست اور سچ مانتے ہیں وہ ایک طرح سے عام آدمی کو معصوم و گناہ سے محفوظ اور پاک ہستی جیسا مانتے ہیں ۔ پس وہ حق تعالیٰ کی سچائی و حقانیت کی نفی کرتے ہیں ۔'' ............... (برناباس کی انجیل)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# رکاوٹیں

صرف مذہبی اجارہ دار ہی آپ کی مخالفت نہیں کریں گے بلکہ جب آخری الہامی رہنما حکومت الہیہ کی بنیاد رکھیں گے تو اس وقت کے عادی مجرم اور طاغوتی طاقتیں بھی مزاحمت کریں گی۔جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے مظہر ونمائندہ اور شیطان کے مابین کئی جنگیں ہوں گی۔

زرتشت نے پیشین گوئی کی تھی کہ ایک آخری جنگ انگا مینو اور سپونتا مینو یعنی خدا اور شیطان کے مابین ہوگی۔اللہ تعالیٰ کی افواج کامیابی سے ہمکنار ہوں گی۔اس جنگ کا دورانیہ کسی کو نہیں معلوم۔قرآن پاک نے فرمایا ہے۔

”اور انہیں قتل کرتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ وفساد باقی نہ رہے اور تمام دین اللہ کے لئے (خالص) ہوجائے۔“ (سورۃ الانفال۔آیت ۳۹)

شیطانی طاقتوں کے ساتھ جنگ میں سید حسنی اور ان کی فوج کا ایک بڑا حصہ فوجِ الہیہ میں شامل ہوجائے گا۔حضرت شعیب بن صالح اور شیخ یمانی بھی اپنی افواج کے ساتھ شمولیت اختیار کرلیں گے۔بہت سے صحائف بتاتے ہیں کہ انبیاء ماسلف کی امتوں میں سے متقی اور صالح بندے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور اس انقلاب میں شامل کئے جائیں گے۔

حضرت نحمیاہؑ حضرت موسیٰؑ کا کیا گیا وعدہ دہراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”پر اگر تم میری طرف رجوع لاؤ اور میرے حکموں کو مانو اور ان پر عمل کرو تو اگر چہ تمہارے آوارہ گرد آسمان کے کناروں پر بھی ہوں، میں ان کو وہاں سے اکٹھا



کر کے اس مقام پر پہنچاؤں گا جسے میں نے چن لیا ہے۔تا کہ میں اپنا نام وہاں رکھوں۔“ (نحمیاہ۔باب ۱، آیت ۹)

ایک وعدہ جو بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا۔

”وہ سب جو خاک میں مل جاتے ہیں اس کے حضور جھکیں گے۔“

(زبور باب ۲۲، آیت ۲۹)

☆☆☆☆☆☆☆

# سامانِ حرب

الہامی رہنما اللہ کے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ظالموں کا قلع قمع کریں گے۔مظلوموں کی دادرسی کریں گے۔جنگ میں جو چیزیں استعمال ہوتی ہیں۔عجل اللہ فرجہ بھی وہ ہتھیار، اسلحہ اور دیگر سامانِ حرب استعمال کریں گے۔جو چیزیں ان کے استعمال میں آئیں گی۔ہم ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

## علم (جھنڈا)

احادیث میں بتایا گیا ہے کہ جب عام بیعت اطاعت لے لی جائے گی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے ایک علم لے آئیں گے۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ وہی علم ہے جو غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت جبرئیلؑ اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لائے تھے۔یہ جنت کے ریشم سے بنا ہوا ہے۔یہ غزوۂ بدر میں کھولا گیا تھا اور فتح کے بعد لپیٹ دیا گیا تھا۔پھر حضرت علی علیہ السلام نے جنگ جمل میں اسے کھولا تھا اور فتح کے بعد لپیٹ دیا گیا تھا۔اس کے بعد دس محرم کو کربلا میں حضرت عباس علمدار علیہ السلام نے اسے کھولا تھا۔لیکن امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے لپیٹ دیں کیونکہ اب اسے ہمارے قائم علیہ السلام کھولیں گے۔یہ تمام آئمہ علیہ السلام کے پاس محفوظ رہا۔جب ظہور کا وقت آئے گا تو یہ علم کھل جائے گا۔اور آواز آئے گی۔

"اے ولی اللہ! اٹھیے اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کیجئے۔"



اعلانِ ظہور کے بعد یہ علم حضرت اسرافیل کے پاس رہے گا جو اسے فوج سے آگے اٹھا کر چلیں گے۔

اس علم کے علاوہ فوج کے مختلف یونٹوں کے پاس کئی علم اور بھی ہوں گے۔ان کو اٹھانے والوں کے ناموں میں ایک نام شعیب بن صالح تمیمی کا دیا گیا ہے۔ان کے علم پر تحریر ہوگی....."اطاعت اللہ"

ایک اور علم ہوگا جس پر لکھا ہوگا......"سنو اور اطاعت کرو۔"

## گھوڑا

کتابوں میں سرکار حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کے دو گھوڑوں کا ذکر ملتا ہے۔ایک مکمل سفید رنگ کا ہوگا۔کہا جاتا ہے کہ یہ "مرتجز" ہوگا۔جو حضرت امام حسین علیہ السلام کا گھوڑا ہے۔دوسرا سفید نشانوں والا ہوگا۔ان کے گھوڑے کے ماتھے سے ایک نور نکلے گا جس سے دنیا کا ہر شہر جگمگا اٹھے گا۔اور یہ چیز آخری الہامی رہنما کی خصوصی علامات میں سے ایک ہے۔

حضرت یوحناؑ کی کتاب مکاشفہ میں اس کی منظر کشی کی گئی ہے۔

"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے۔جو سچا اور برحق کہلاتا ہے۔اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں۔اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے۔اور اس کا نام کلامِ خدا کہلاتا ہے۔اور آسمان کی

فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف مہین کتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہیں۔اور قوموں کو مارنے کے لئے اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے۔ اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا اور قادرِ مطلق خدا کے سخت غضب کی مئے کے حوض میں انگور روندے گا۔اور اس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوگا،بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خدا۔"

(مکاشفہ یوحنا عارف۔باب ۱۹،آیات ۱۱،۱۶)

## تلوار

الہامی مذاہب یہ بتاتے ہیں کہ آخری الہامی رہنما کے ہاتھ میں ایک آگ برساتی تلوار ہوگی۔

"کیونکہ آگ اور اپنی تلوار سے خداوند تمام بنی آدم کا مقابلہ کرے گا اور خداوند کے مقتول بہت سے ہوں گے۔" (یسعیاہ باب ۶۶،آیت ۱۶)

اسلامی کتب میں ایک روایت ملتی ہے کہ جب مکہ میں چاہ زمزم کو دوبارہ کھولا گیا تھا تو نبی پاک کے پاک دادا حضرت عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک تلوار ملی تھی۔اس پر عظیم الہامی رہنما کا نام لکھا ہوا تھا۔آپؑ کے پاس یہی تلوار ہوگی۔

## دارالحکومت

حکومت الٰہیہ کا دارالحکومت دریائے فرات کے کنارے پر ہوگا۔

انجیل مقدس میں ہے..."اس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہوگی۔"



انجیل مقدس اور اسلامی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حکومت کا مرکز کوفہ میں ہوگا۔جہاں اللہ کی کائنات کے حکمران ایک مسجد تعمیر کرائیں گے۔جس کے ایک ہزار دروازے ہوں گے۔دارالحکومت 22x22 میل کے علاقے پر مشتمل ہوگا۔ذیلی دارالحکومت یروشلم میں بھی تعمیر کیا جائے گا۔

آخری زمانے میں کرۂ ارض پر بہت سے فتنے پھیلیں گے۔واقعات بہت تیزی سے ظہور پذیر ہوں گے۔

ایک فتنہ سفیانی کا خروج ہے۔اور دوسرا فتنہ دجال کا خروج ہے اس فتنے کا ذکر ہم مکمل تفصیل کے ساتھ تو نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ہم تھوڑی سی تفصیل میں جائیں گے۔اور وہ فتنہ ہے دجال ..... ایک حدیث پاک ہے۔

حضرت عمرانؓ بن حصین روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔" آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت آنے تک دجال سے زیادہ بڑا اور کوئی فتنہ نہیں۔ (مسلم)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔اسکے جسم پر بہت گھنے بال ہوں گے۔اور اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ بھی ہوگی۔لیکن جو اس کی جنت نظر آئے گی وہ دراصل اس کی دوزخ ہوگی۔اور جو دوزخ نظر آئے گی وہ اصل میں جنت ہوگی۔جس کو وہ اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ جنتی ہوگا۔" (مسلم شریف)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ''دیکھو جو شخص دجال کی خبر سنے اس کو چاہئے کہ وہ اس سے دور ہی رہے۔ بخدا کہ ایک شخص کو اپنے دل میں یہ خیال ہوگا کہ وہ مومن آدمی ہے لیکن ان عجائبات کو دیکھ کر جو اس کے ساتھ ہوں گے وہ بھی اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ (ابوداؤد)

☆☆☆☆☆☆☆

جس طرح اللہ کے تمام انبیاء علیہا السلام نے اللہ کے آخری نائب، خلیفہ حجت کے ظہور کی خبر دی ہے۔ اسی طرح ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور خبردار رہنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عبیدہ بن جراحؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

''نوح علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی آیا ہے اس نے اپنی قوم کو دجال سے ضرور ڈرایا ہے۔ اور میں بھی تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ اس کے آنے سے پہلے تین قحط پڑیں گے۔ ایک سال آسمان کی ایک تہائی بارش رک جائے گی۔ اور زمین کی پیداوار بھی ایک تہائی کم ہو جائے گی۔ دوسرے سال آسمان کی دو تہائی بارش رک جائے گی۔ پیداوار بھی دو حصے کم ہوگی۔ تیسرے سال آسمان سے بارش بالکل نہ برسے گی اور زمین کی پیداوار بھی نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ جتنے بھی حیوانات ہیں خواہ وہ کھر والے ہوں یا داڑھ سے کھانے والے، ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اسکا سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک گنوار آدمی کے پاس آ کر کہے گا اگر میں تیرے اونٹ زندہ کر دوں



تو کیا اس کے بعد بھی تجھ کو یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔؟ وہ کہے گا ضرور، اس کے بعد شیطان اسی کے اونٹ کی سی شکل بن کر اس کے سامنے آئے گا جیسے اچھے تھن اور کوہان والے اونٹ ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شخص کے پاس آئے گا جس کا باپ اور بھائی گزر چکا ہوگا۔ وہ اس سے کہے گا۔ بتلا اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کر دوں تو کیا پھر بھی تجھے یقین نہیں آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ بس اس کے بعد وہ شیطان اس کے باپ اور بھائی کی صورت بن آ جائے گا۔''

☆☆☆☆☆☆☆

# دجال

دجال قومِ یہود سے ہوگا۔اس کی دائیں آنکھ میں پھلی ہوگی ۔گھونگر دار بال ہوں گے ۔اس کی سواری ایک گدھا ہوگا۔ پہلے وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر خدائی دعویٰ کرے گا۔اور ہر طرف ایک فساد بپا کردے گا۔زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے خود کو خدا کہلوائے گا۔

دجال کی پیشانی پر (ک،ف،ر) لکھا ہوگا۔لیکن ان الفاظ کی شناخت صرف اہلِ ایمان کرسکیں گے ۔اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو وہ دوزخ کہے گا اور ایک باغ ہوگا جس کو وہ جنت کا نام دے گا۔وہ اپنے مخالفین کو آگ میں اور موافقین کو اپنی جنت میں ڈالے گا۔اس کی آگ درحقیقت باغ کی مانند ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا۔اس کے پاس اشیائے خوردنی کا ایک بڑا ذخیرہ ہوگا۔جس کو چاہے گا دے دے گا۔ جب کوئی فرقہ اس کی الوہیت کو تسلیم کرلے گا تو اس کے حکم سے بارش ہوگی اناج پیدا ہوگا درخت پھلدار،مویشی موٹے تازے اور شیر دار ہوجائیں گے۔جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا تو اس سے اشیائے مذکورہ بند کردے گا۔اور بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا۔

وہ شیاطین کو حکم دے گا کہ وہ مردہ لوگوں کی شکل میں سامنے آئیں۔اس طرح وہ ان مرے ہوئے لوگوں کے وارثوں کو دھوکا دے گا۔اور خود کو رب کہلوائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆



دجال دمشق کی طرف روانہ ہوگا۔لیکن اس کے دمشق پہنچنے سے قبل سرکار حجت عجل اللہ فرجہ دمشق آچکے ہوں گے ۔اور جنگ کی پوری تیاری فوج کی ترتیب کرچکے ہوں گے۔ جنگ کا سازوسامان وآلات تقسیم ہوں گے۔کہ مؤذن فجر کی اذان دے گا لوگ نماز کی تیاری ہی میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ کئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوکر آواز دیں گے کہ سیڑھی لے آؤ۔پس سیڑھی حاضر کردی جائے گی۔آپؑ اس کے ذریعے سے نیچے اتر کر حجت خدا عجل اللہ فرجہ سے ملاقات کریں گے۔اس وقت حضرت عیسیٰؑ کی حالت ایسی ہوگی جیسے ابھی نہا کر آئے ہوں ۔کیونکہ پانی کے قطرے ان کے بالوں سے ٹپک رہے ہوں گے ۔امامِ زمانہ علیہ السلام ،حضرت عیسیٰ سے فرمائیں گے کہ" اے اللہ کے نبی امامت کیجئے ۔"حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔"امامت آپ ہی کریں۔کیونکہ آپؑ امام ہیں۔ آپؑ پیغمبر اسلام کے اہلِ بیت ہیں۔کسی کو آپؑ سے آگے کھڑا ہونے کا حق نہیں ہے۔"

حضرت حجت خدا عجل اللہ فرجہ امامت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتدا کریں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## دجال کے ساتھی

نبی کریم نے فرمایا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین پر بڑے پختہ نظر آئیں

گے۔

قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔دین سے اسطرح خارج ہو جائیں گے۔جیسے تیر سے شکار نکل جاتا ہے۔ان کی نشانی یہ ہے کثرت سے ٹنڈ کروائیں گے، یہ نکلتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری طبقہ دجال کا ساتھی ہوگا۔تمہیں جہاں بھی ملیں انہیں قتل کر دو، یہ مخلوق کے بدترین لوگ ہوں گے۔"

(اخرجہ النسائی فی السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شھر سیفہ ثم وضعہ۔فی الناس ،۷ صفحہ ۱۱۹۔الرقم ، ۴۱۰۳۔احمد بن حنبل فی المسند ۴، صفحہ ۴۲۱۔والبزار فی المسند۔۹ صفحہ ۲۹۴ و ۳۰۵۔ابن القسیر انی فی تذکرہ الحفاظ ۳، صفحہ ۱۱۰۱۔ابن تیمیہ فی الصارم المسلول،اصفحہ ۱۸۸ ....ودیگر کتب)

☆☆☆☆☆☆☆☆

## تعمیر نو اور روئے زمین پر انصاف کا قیام

دجال کے فتنہ کے خاتمہ کے بعد سرکار حضرت حجت عجل اللہ فرجہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شہروں کی تعمیر نو کریں گے جن کو دجال نے تباہ کیا ہوگا۔آپ ان علاقوں کا دورہ فرمائیں گے اور ان لوگوں کو اجرِ عظیم ملنے کی خوش خبری دیں گے جن لوگوں کو دجال نے تکلیفیں دی ہوں گی۔تمام زمین سرکار حضرت حجت عجل اللہ فرجہ کے عدل و انصاف کی روشنی سے منور ہو جائے گی۔اور ظلم وستم مٹ جائے گا۔اور یہی اللہ کا اپنے نیک بندوں سے وعدہ بھی ہے۔جو تمام انبیاء علیہا لسلام نے اپنی امت سے کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆



# غیبت کے زمانے میں امت کی ذمہ داریاں

ہم حجت خدا عجل اللہ فرجہ کی غیبت کے دور میں رہ رہے ہیں۔اس دور میں امتِ مسلمہ پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ہم ان ذمہ داریوں کا مختصراً تذکرہ کر رہے ہیں۔

## معرفت

غیبت کبریٰ کے زمانے میں امت مسلمہ کا سب سے اہم فریضہ معرفت امام زمانہؑ کا حصول ہے۔امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک دعا مروی ہے۔

"خدایا مجھ اپنی ذات کی معرفت عطا فرما۔کیونکہ اگر تو مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا نہ کرے تو میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا۔خدایا مجھے اپنے نبی کی معرفت عطا فرما۔کیونکہ اگر مجھے اپنے نبی کی معرفت حاصل نہ ہوئی تو میں تیری حجت (عجل) کو نہیں پہچان سکتا۔خدایا مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر تو مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا نہ کرے تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔"

## اطاعت

قرآن وحدیث کی رو سے امام کی اطاعت واجب ہے۔غیبت کبریٰ میں یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

## تعجیل ظہور کی دعا۔

سرکار حضرت حجت خدا عجل اللہ فرجہ کے ظہور میں جلدی کی کثرت سے دعائیں مانگیں۔

## انتظار

جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں تمام الہامی کتابوں سے نقل کیا کہ تمام انبیاء علیہ السلام بھی آخری الہامی رہنما کا شدت سے انتظار کرتے رہے ہیں اور انہوں نے اپنی امت کو بھی انتظار کا حکم دیا ہے۔ پس ہمیں بھی بہت شدت سے آپ کے ظہور کا انتظار کرنا چاہئے۔ اور آپؑ کا انتظار بہت بڑی عبادت ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”تم لوگ صبح وشام انتظار کرو۔“

## اشتیاقِ زیارت

ہمارے دل میں آپؑ کی زیارت کا اشتیاق ہونا چاہئے۔ ہمارے دل میں آپؑ کی زیارت کے لئے تڑپ ہونی چاہئے۔

## احتراماً کھڑے ہونا

جب بھی صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ کا ذکر مقدس آئے تو استقبال کے لئے کھڑا ہونا سنت آئمہ علیہ السلام ہے۔



## مشکلات میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کو وسیلہ بنانا۔

اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے وقت، یا کسی بھی مشکل وقت میں دعا کرتے وقت امامِ زمانہؑ کو وسیلہ بنانا دعاؤں کی قبولت کا باعث ہے

## امامؑ پر درود کی کثرت

سرکار حجت خدا عجل اللہ فرجہ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا جائے۔

## زیارت امام مہدی عجل اللہ فرجہ بکثرت پڑھنا

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد امام صاحب العصر علیہ السلام کی یاد میں زیارت پڑھے۔

## محبت کا اظہار

ہر مسلمان کو چاہئے کہ امام زمانہؑ سے محبت کا اظہار کرے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆
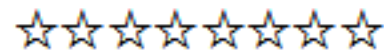
# مآخذ


قرآن مجید

تورات

زبور

انجیل

صحائفِ انبیاء

صحیح مسلم، صحیح بخاری ،شرح نہج البلاغہ (ابن ابی الحدید ،طبع قاہرہ)

موعودالرسل از (السید محمد جعفر الزماں نقوی البخاری)

چودہ ستارے

عہد سے ظہور تک (سید اسد عالم نقوی)

امام مہدی عجل اللہ فرجہ (آیت اللہ علامہ باقر الصدر)

سنن ابی داؤد ، تفسیر ابن کثیر

قاموس الرجال (شیخ محمد تقی شوشتری)

بحار الانوار ، کمال الدین (شیخ صدوق)

کافی ،کنز العمال (متقی ہندی)

اصول کافی (محمد بن یعقوب کلینی ۔طبع بیروت)

روح المعانی ، لسان العرب (ابن منظور)

دلائل الامامۃ (ابو جعفر محمد بن جریر طبری)




# ارشاد العصر جعفری کا ادبی سفر

1...سوجھلا...سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (صوبائی وقومی صدارتی ایوارڈ یافتہ)

2...سائبان رسالت....(ایمانِ حضرت ابو طالب علیہ السلام)

3...سائبان رسالت..... سرائیکی...(ایمانِ حضرت ابو طالب علیہ السلام)

4...وجہِ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم.....(سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

5...آخری ہادیِ کائنات عجل اللہ تعالیٰ فرجہ...... (حضرت امام مہدیؑ)

6...چھیڑ خانیاں.....طنز ومزاح.....(مضامین،کہانیاں)

7...قلم درازیاں....طنز ومزاح....(مضامین،کہانیاں)

8...قیس چلبلائی...طنز ومزاح......(ناول)

9...چوبلا............طنز ومزاح......(سرائیکی ناول)

10....بیوی کا سوال ہے بابا....طنز ومزاح.....(ناول)

11...انسانپ....... ہاررناول

12...جاسوسی ناول.....(عمران سیریز) شائع شدہ ناولوں کی تعداد... 50

13...نکلے تیری تلاش میں....مزاحیہ ڈرامہ (پی ٹی وی اسلام آباد سنٹر، پروڈیوسر غضنفر عباس بھروانہ)

14...دل تانگھ تانگھاے.....سرائیکی ڈرامہ (پی ٹی وی ملتان سنٹر، پروڈیوسر غضنفر عباس بھروانہ)

15...بچوں کے لئے لکھی گئی کتابوں کی تعداد سیکڑوں میں

16..قومی ڈائجسٹوں میں شائع ہونے والی تحریروں (افسانے،سفرنامے،طنز و مزاح،شاعری،کہانیاں،مضامین ) کی تعداد سیکڑوں میں

ایڈمن وایڈیٹر......قلم اردو ڈاٹ کوم

☆☆☆☆☆☆☆☆





# سائبان رسالت

علیہ الصلوۃ والسلام

مصنف: ارشاد العصر جعفری

ایمان حضرت ابو طالب علیہ الصلوۃ والسلام پر ایک تحقیقی اور جامع کتاب

آپ کی لائبریری کا ایک لازمی جزو

ہدیہ ایک سورہ فاتحہ کل مومنین ومومنات کی ارواح کے ایصال ثواب کے لیے

03006863623

قلم اردو پبلشنگ کمپنی آف پاکستان